KRI - 912D

ستمبر و اکتوبر — رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳۰ — سنہ ۱۹۲۱ء

اُردو زبان کا سب سے زیادہ مشہور سب سے زیادہ ہردلعزیز اور سب سے زیادہ کثیر الاشاعت ماہوار رسالہ

شیو شنبھو

لاہور

چیف ایڈیٹر
صوفی پتا سنگھ

[illegible]

ایڈیٹر
منشی گوری شنکر لال اختر

جلد ۱۶ — ہر ماہ کے آخری ہفتہ میں شہر لاہور سے شایع ہوتا ہے — نمبر ۳ و ۴

فہرست مضامین

قرض - از منشی ابو محمد امام الدین صاحب رام نگری	۱ تا ۵
دورنگیٔ زمانہ - از منشی تلوک چند صاحب محروم	۶
تمہیں جگانا بھی نہیں آتا - از منشی محمد باسط صاحب باسط البسوانی	۷ تا ۸
ادائے دلربائی - "قیصر" بھوپال	۹ تا ۱۰
دھوکے کی بات - مجذوب	۱۱ تا ۱۲
میاں نصیحت گو باہوش رہو - "جوش" سید بشیر حسن خاں صاحب ملیح آبادی	۱۲
تمہیں کون کہتا ہے - از منشی تلوک چند صاحب "محروم"	۱۳
بانو - پریشان	۱۴ تا ۱۶
رنجش - لالہ جسونت رائے صاحب متوجہ	۱۷ تا ۲۱
شاعر اور دل - اُفق - امروہوی	۲۱ تا ۲۲
ریویو - نقاد	۲۲ تا ۲۳
عبرت کی آنکھ سے - چیف ایڈیٹر	۲۴
منزل مقصود - از منشی پریم چند صاحب	۲۵ تا ۳۰
افسر الشعرا - از حضرت آغا شاعر دہلوی	۳۱
ماتا ہری - ماخوذ از لنڈن ریویو	۳۲ تا ۳۳
مردہ روحوں سے بات چیت - "سیلانی"	۳۴ تا ۳۷
گدھا - "پریشان" ملتانی	۳۸ تا ۴۰
دل کے ٹکڑے - حضرت جوش ملیح آبادی	۴۰
ناظرین شیو شنبھو سے - مینیجنگ پروپرائٹر	۴۱ تا ۴۲
سلیمہ بیگم (ایک بنگالی قصہ) - ایڈیٹر	۴۳ تا ۴۸
انتخاب مفید - از بی آر ارمان	۴۹ تا ۵۰
حل طلب انعامی معمہ - مینیجر	۵۰
معذرت اور خوشخبری - مینیجنگ پروپرائٹر	۵۱
اشتہارات - مشتہرین	۵۲ تا ۶۰

مقام اشاعت
دفتر رسالہ شیو شنبھو رام گلی ایبٹ روڈ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اعلان

دفتر شیو شنبھو لاہور میں تصنیف و تالیف اور ترجمے کا کام اعلیٰ پیمانے پر ہوتا ہے۔ حسب درخواست ناول ڈرامے اور جملہ علوم و فنون کی کتابیں ہر زبان میں تصنیف ہو سکتی ہیں۔ اور ترجمہ کی جاتی ہیں میموریل لکھے جاتے ہیں۔ اردو سے انگریزی ہندی اور انگریزی ہندی سے۔ اردو تراجم کا خاص اہتمام ہے۔ تصنیف شدہ کتابوں کی بطرز احسن کتابت چھپائی اور صحت ہو سکتی ہے شعرا کے کلام میں اصلاح دی جاتی ہے معاوضہ کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے۔

المشتہر۔ مینجر رسالہ شیو شنبھو۔ لاہور۔

فہرست قوانین

(۱) خریدار صاحبان اپنا پتہ تبدیل کراتے وقت لیبل چٹ نمبر (خریداری نمبر) کا حوالہ ضرور دیا کریں رجسٹری نمبر ۹۳۰ کا حوالہ نہ دیں یہ ڈاکخانہ کی رجسٹری کا نمبر ہے (۲) شیو شنبھو ہر ماہ کے آخری ہفتہ میں نکلتا ہے۔ اور یہاں سے دو دفعہ مقابلہ کر کے روانہ کیا جاتا ہے۔ اگر نئے مہینہ کے ابتدائی ہفتہ تک نہ پہنچے تو خریداری نمبر کا حوالہ دیکر لکھدیں بھیجدیا جاویگا۔ مگر اپنا پتہ خوشخط تحریر فرماویں۔ (۳) شیو شنبھو کا نمونہ کسی کو مفت نہیں دیا جاتا۔ نمونہ کے پرچہ کی قیمت معہ محصول ۵/ ہے۔ اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ کیلئے خواہش نہ فرماویں۔ نمونہ باز حضرات جو نمونہ بازی کے عموماً عادی ہیں معاف فرماویں۔ (۴) شیو شنبھو کے تمام پڑھنے والے جو نئے خریدار بنا دیں گے خاص رعائت کے مستحق سمجھے جاویں گے جس کا اعلان اسکے صفحات پر رہتا ہے۔ (۵) شیو شنبھو کے ناظرین ہماری تمام کتابیں بہ کفائت کیساتھ [illegible] ہیں۔ ہم ان کو بحیثیت کمیشن ایجنٹ خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ (۶) شیو شنبھو کے متعلق خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا جانا چاہیے۔ (۷) شیو شنبھو کے دفتر میں جو خطوط بغرض جواب آویں۔ ان کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ ضرور ساتھ رہے۔ (۸) شیو شنبھو کے انتظامی معاملات کے متعلق خط و کتابت مینجر کے نام ہو۔ صرف مضامین ایڈیٹر کے نام آویں۔ (۹) پتہ ہمیشہ خوشخط تحریر فرماویں۔

جادو کا بکس

بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنکو ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کانوں سے سنتے ہیں۔ اور ہاتھوں سے محسوس کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہماری قوتِ باصرہ قوتِ سامعہ اور قوتِ لامسہ اُن کی ہستی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی ہیں۔ اُن فوق الفطرت اور عجائبات سے مملو ایک چیز کا نام ہے "فن جادو" حال ہی میں اہل امریکہ نے ایک جادو کا بکس تیار کیا ہے۔ جس میں کوئی چیز از قسم سکہ وغیرہ رکھ دینے سے فوراً غائب ہو جاتی ہے۔ پھر دیکھنے والا بیچارہ لاکھ سر پٹکا کرے وہ دستیاب نہ ہوگی جب تک کہ ایک خاص ترکیب سے جو بکس کے ہمراہ روانہ کی جاتی ہے اُسے دوبارہ رونما کیا جائے [illegible] یہ نہایت ضروری [illegible] ہے جس [illegible] کے لئے ایسا بکس [illegible] روپیہ اور ڈاکخرچ [illegible] ہوگا۔ دو روپیہ ایک [illegible] کے وی پی میں بھیجی جاویگی۔ المشتہر دی دنڈرفل ٹرکس اینڈ امیوزمنٹس کمپنی لاہور۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شیو شنبھو

جلد ۱۶ بابت ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۲۱ء نمبر ۳ و ۴

قرض

لوگ نہیں جانتے کہ جب وہ قرض لینے لگتے ہیں تو وہ اپنے لئے کتنی بڑی مصیبت مول لیتے ہیں قرض خواہ کسی کام کے لیے لیا جائے بہت برا ہوتا ہے، جب تک انسان اپنا قرض ادا نہ کردے وہ اس کے گلے میں پھانسی کے پھندے کی طرح پڑا رہتا ہے. جس انسان کے ذمہ کچھ قرض ہوتا ہے۔ اس کا خاندان سرسبز نہیں ہوتا۔ اس کے خاندان کے آرام کی بنیاد تباہ ہو جاتی ہے۔

جن لوگوں کی آمدنی بہت زیادہ اور غیر معمولی ہوتی ہے وہ بھی قرض کی بدولت برسوں مشکلات میں مبتلا رہتے ہیں۔ جس کے ذمہ کچھ قرض رہتا ہے وہ بلا اس کو ادا کیے کچھ جمع نہیں کرسکتا نہ وہ کوئی جائداد خرید سکتا ہے نہ بنک میں روپیہ جمع کرسکتا ہے "نہ جان بیمہ" ہی کرا سکتا ہے۔ اس کی تمام آمدنی معمولی خرچ کے بعد صرف قرض ادا کرنے میں صرف ہو جاتی ہے۔ قرض کے بار سے بڑے بڑے زمیندار اور ساہوکار بھی بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں۔ وہ یا اُن کے اسلاف طرح طرح کی بدکاریوں میں مبتلا ہو کر اپنی جائداد پر بہت بڑا قرض لے لیتے ہیں اور اس کا ادا کرنا اُن کے لیے ناممکن سا ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ قرض بڑھ کر اُن کی جائداد کی قیمت سے کہیں زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہندوستان کے اکثر راجاؤں، نوابوں اور زمینداروں کی جائدادیں مہاجنوں کے ہاں رہن ہیں۔ بہت بڑے آدمی اکثر قرض سے لدے رہتے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ امارت اور قرض کا بہت گہرا تعلق ہے بڑے آدمیوں کا قرض بھی بھاری ہوتا ہے کیونکہ لوگ اُن کا زیادہ اعتبار کرتے ہیں یہی حالت بڑی سلطنتوں اور قوموں کی ہوتی ہے۔

قرضدار کی حالت بہت بری ہوتی ہے۔ اسے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں وہ ہمیشہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عدالت کے چپڑاسیوں اور قرق امینوں میں گھرا رہتا ہے۔ جس وقت کوئی شخص اُس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اُس کا چہرہ اُتر جاتا ہے اور دل دھڑکنے لگتا ہے نہ اُسے گھر میں آرام ملتا ہے اور نہ باہر نکلنے کا حوصلہ ہوتا ہے اُس کا تمام آرام برباد ہو جاتا ہے لوگ اُسے شک اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتے ہیں۔ وہ خود اپنی نظر میں بھی حقیر ہو جاتا ہے۔ جب لوگ اُس سے ترش رُو ہو کر اپنا روپیہ مانگتے ہیں تو اُسے جھوٹے حیلے کرنے پڑتے ہیں۔ وہ اپنی فطری آزادی کو تباہ کر دیتا ہے اور اُسے دوسروں کی لال پیلی آنکھیں دیکھنی پڑتی ہیں اس مصیبت میں اُس کے احباب اور اعزہ بھی الگ ہو جاتے ہیں بالآخر اُسے کبھی کبھی جیل میں بھی جانا پڑتا ہے۔ انسان چاہے تو قرض اور اُس کی خرابیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اور بکمال آزادی سے اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اُس کی سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ اپنی استعداد سے زیادہ خرچ نہ کرے۔ لیکن بدقسمتی سے آجکل بہت سے آدمی ایسا نہیں کرتے۔ ہم لوگ آئندہ کے فائدہ کی اُمید پر قرض لے لیتے ہیں لیکن کسی خواہش میں پڑ کر اپنا خرچ نہیں روک سکتے۔ ہم آراستہ مکان میں رہنا چاہتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کا فرنیچر خریدتے ہیں اور خوب گلچھرے اُڑاتے ہیں اور کبھی اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ ہم اپنا نہیں بلکہ دوسروں کا مال خرچ کر رہے ہیں۔ انسان کو ہمیشہ اپنی چادر دیکھ کر اپنا پاؤں پھیلانا چاہیے اور عارضی اور جھوٹے آرام کیلئے اپنی آئندہ کی آمدنی ضایع نہ کرنی چاہیے۔ قرض لیکر اپنا مستقبل خراب کر دینا بہت بُرا ہے اس امر میں نقد روپے اور اُدھار چیزیں دینے والے بھی اُتنے ہی قصوروار ہیں جتنے لینے والے۔ ہر شخص کو اپنی حقیقت حال کا پورا علم ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو اپنا خرچ بہت کم رکھ کر آئندہ کے لئے کچھ مال فراہم کر سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے اُس کو ہمیشہ علم رہتا ہے کہ اُس کی واقعی مالی حالت کیسی ہے لیکن اگر وہ اپنا خرچ بڑھا کر اُدھار چیزیں لینے لگے تو اُسے اپنے دینے یا پانے کا کچھ بھی حساب نہیں معلوم ہوتا۔ جو آدمی اُدھار لیتا ہے وہ اکثر دھوکہ کھاتا ہے چاروں طرف سے اُس کے گھر میں چیزیں آنے لگتی ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ گویا کبھی اُسکو اِن چیزوں کی قیمت دینی ہی نہ پڑیگی بالآخر جب وہ قرض سے خوب گراں بار ہو جاتا ہے تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک اس نے جس قدر شہد کھایا ہے۔ اُس کی نسبت سے اُس کے بعد لگنے والے زہریلے ڈنک کی اذیت کہیں زیادہ ہوتی ہے بڑے بڑے عقلمند اور ذی علم بھی قرض کے پھندے سے نہیں بچتے۔ کفایت شعاری اور فراہمی مال سے عقلمندی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ معاملت کی نسبت علم اور عقل کہیں زیادہ محترم ہیں لیکن اس کا مطلب نہیں ہے کہ ذی علم اور ذی فہم ہو کر انسان معاملت سے بالکل کورا رہ جائے انیسویں صدی کے اوسط میں پنڈت اُماپتی دت نامی ایک قنوجی برہمن فیض آباد میں رہتے تھے [illegible] سنسکرت ادب کے جید

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عالم تھے۔ پنڈتوں کی جماعت میں اُن کا بڑا نام تھا۔ اور سنسکرت میں اُنہوں نے متعدد ضخیم کتابیں تصنیف کی تھیں
باینہمہ پنڈت صاحب کو قرض لینے کا زبردست مرض تھا۔ جب آپ کا قرض بہت زیادہ بڑھ گیا تو ایک دفعہ اُن کے
کچھ مہاجنوں نے مل کر انہیں قسم دیدی کہ اگر آپ ہمارا قرض دئے بغیر گھر سے باہر قدم نکالیں تو "مہامانس" کھائیں
پنڈت جی قرض کی ادائیگی سے بالکل مجبور تھے۔ اس لئے اُنہوں نے گوشہ نشینی اختیار کرلی اور وہ جب تک زندہ
رہے کبھی گھر سے باہر نہیں نکلے۔ اجدھیا کے راجہ رام سنگھ اُن کے بڑے معتقد تھے اور اکثر اُن کے مکان پر
جایا کرتے تھے۔ راجہ صاحب نے کئی بار اُن سے کہا بھی کہ اگر آپ گھر سے باہر نکلنا چاہیں تو میں آپ کا قرض ادا
کرسکتا ہوں، لیکن پنڈت جی نے ایسا کرنا منظور نہیں کیا اور وہ اپنے عہد پر قائم رہا۔ جو لوگ مسرف ہوتے
ہیں اُن کی آمدنی اور اُن کا سرمایہ خواہ کسی قدر ہو انہیں قرض لینا ہی پڑتا ہے۔ ہمارے ملک میں بڑے بڑے
نواب اور تعلقہ دار محض فضول خرچی کے لئے اپنی جائداد رہن رکھتے ہیں۔ پس رہن رکھنے میں بھی ایک خصوصیت
ہوتی ہے۔ جب کوئی فضول خرچ بڑا آدمی کسی مہاجن سے قرض لینا چاہتا ہے تو مہاجن اُس سے اکثر دئے
ہوئے روپے کے دوگنے اور چوگنے روپے کا کاغذ لکھا لیتا ہے۔ فضول خرچی اُن کو اس قدر اندھا بنا دیتی ہے
کہ وہ دس ہزار روپے نقد لیکر بیس ہزار یا چالیس ہزار روپے تک کا تمسک لکھدیتے ہیں۔ برس دو برس
کے بعد مہاجن نالش کرکے اُن کی تمام جائداد نیلام کرا لیتا ہے۔ اور کبھی کبھی خود اُسے خرید بھی لیتا ہے۔ یہی
سبب ہے کہ آج کل بڑی بڑی زمینداریاں زمینداروں کے ہاتھ سے نکل کر بنیوں کے ہاتھ میں چلی
جارہی ہیں۔

اس ملک کے غریبوں اور چھوٹے مہاجنوں کے مابین ایک قسم کا لین دین ہوتا ہے۔ جو "ٹکاسی" کہلاتا
ہے۔ اس میں قرض لیے ہوئے روپے پر فی روپیہ "ٹکا" روزانہ یعنی دو پیسہ یومیہ سود دینا پڑتا ہے۔ یعنی اگر کسی
مہاجن سے کوئی شخص دو روپے قرض لے تو جب تک وہ دو روپیہ نقد لاکر مہاجن کو نہ دیدے اُسے روزانہ
دو پیسے مہاجن کو دینے پڑتے ہیں یعنی اگر وہ روپیہ اُس غریب کے پاس ایک مہینے رہ جائے تو دو روپے
اصل کے سوائے ایک روپیہ چودہ آنے سود دینا پڑتا ہے۔ بڑی رقموں کے لیے "سوائی ہنڈیاں" بھی
خوب چلتی ہیں۔ جن میں قرض لینے والے کو سو روپے لیکر ایک سال کے اندر سوا سو روپے ادا کرنا پڑتا ہے
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیچاروں کے گھر کے برتن اور جسم کے کپڑے تک بک جاتے ہیں پھر بھی قرض سے اُن کو
نجات نہیں ملتی۔ اگرچہ ایسا قرض فضول خرچی کے لئے نہیں ہوتا پھر بھی اگر وہ لوگ کفایت کریں تو ان پر
ایسا بار نہ پڑے۔ واجد علی شاہ نواب اودھ کا حال کسے معلوم نہیں۔ آخری اور بالکل گئی گزری حالت میں
بھی "مٹیابرج" میں جب ایک دفعہ ایک شخص ایک چوڑی اچھالی [illegible] صاحب نے پاس [illegible]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے باعث اُسے چالیس ہزار روپیہ کے پلنگ کا ایک پایہ دے دیا۔ اس طرح کا روزانہ اسراف ہی لکھنؤ کی نوابی کی تباہی کا باعث ہوا۔ اُردو کے مشہور شاعر مرزا غالب بھی قرض لینے کے بڑے شایق تھے۔ مرزا صاحب کی پیدائش ایک اعلیٰ خاندان میں ہوئی تھی۔ اور وہ فارسی اور اردو کے اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے، کچھ دنوں تک اُن کو ریاست رام پور سے دو سو روپیہ ماہوار ملتا تھا۔ غدر کے بعد سرکار سے بھی اُن کو اچھی پنشن ملنے لگی لیکن اپنے اسراف کے سبب مرزا صاحب ہمیشہ مفلس ہی بنے رہتے تھے۔ روپیہ تو اُن کے پاس کبھی ٹھہرتا ہی نہ تھا۔ انہیں شراب خواری کی بہت بڑی عادت تھی۔ اور وہ اکثر نشہ ہی میں رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں افلاس و اسراف کے باعث بڑی بڑی مصیبتیں جھیلیں لیکن اُن کا اسراف کبھی کم نہ ہوا جب اُن کا قرض بہت بڑھ گیا تو کچھ مہاجنوں نے اُن پر نالش کردی انہوں نے مفتی صاحب کی عدالت میں پہنچکر یہ شعر پڑھا ؎

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائیگی ہماری فاقہ مستی ایک دن

قرض ادا نکرنے کے سبب مرزا صاحب کو کچھ دنوں جیل میں بھی رہنا پڑا تھا۔ لیکن اُن کی فضول خرچی مرتے دم تک نہ گئی قرض لینے میں وہ بڑے بیباک تھے اور کبھی لیے ہوئے قرض کی پرواہ نہ کرتے تھے ایک بار مرزا صاحب اپنی بہن کی عیادت کو گئے تھے آخری وقت قریب تھا اس لیے بہن نے کہا کہ مجھ پر کچھ قرض ہے۔ اور مجھے اس بات کی بڑی فکر ہے۔ کہ مرنے سے پہلے اس قرض کو ادا نہیں کرسکتی۔ مرزا صاحب نے ہنستے ہوئے کہا "بھلا یہ بھی کوئی فکر کی بات ہے کیا خدا کے ہاں بھی مفتی صدرالدین بیٹھے ہیں جو ڈگری کر کے پکڑ منگا لینگے۔

ایک روز مرزا صاحب کا چھوٹا لڑکا کھیلتے کھیلتے اُن کے پاس چلا گیا اور اُن سے پیسے مانگنے لگا۔ مرزا صاحب نے کہا اس وقت پیسے نہیں ہیں لڑکا صندوق کھولکر اُس میں پیسے ڈھونڈھنے لگا مرزا صاحب نے کہا۔

درم و دام اپنے پاس کہاں
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں

یعنی جس طرح چیل کے لیے گوشت جمع کر کے رکھنا ناممکن ہے۔ اُسی طرح مرزا کے پاس روپیہ پیسہ کا جمع ہونا ناممکن ہے۔

ہمارے بھارتیندو بابو ہرشچندر بھی اسراف میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن اُن کے اسراف میں ایک خصوصیت ضرور تھی یہ خدمت ادب میں روپیہ لگاتے تھے مصیبت زدوں کی امداد کرتے تھے۔ ملکی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کاموں میں چندے دیتے تھے ساتھ ہی عیاش بھی تھے غرض اُن کے اخراجات کے متعدد طریقے تھے

اُن کا بڑھا ہوا خرچ دیکھکر ایک بار مہاراجہ ایشوری نارائن سنگھ والی بنارس آنجہانی نے اُنہیں بہت طرح سمجھا بجھا کر کہا کہ "ہوا گھر کو دیکھکر کام کرو"۔ لیکن ہوا کو اِن باتوں سے کیا مطلب تھا۔ اُنہوں نے بیساختہ جواب دیا حضور! اِس دولت نے میرے بزرگوں کو کھایا ہے۔ اب میں اِسے کھاؤں گا۔ اور حقیقت میں اُنہوں نے کیا بھی ایسا ہی۔ اُن کے ہاتھ جو کچھ آیا اُنہوں نے کھا پکا کر ہی چھوڑا۔

بنارس کے کئی مہاجنوں نے اُنہیں قرض دیکر اپنی رقم کا سہ گنا اور چہار گونہ تک لکھوا لیا تھا۔ ایک بنئے نے ایک چھوٹی سی کشتی اور تھوڑا سا روپیہ دیکر بھارتیندو جی سے تین ہزار روپیہ کا کاغذ لکھوا لیا۔ اور بعد میں اُنپر دعویٰ کر دیا۔ اِس زمانہ میں سر سید احمد خاں بنارس کے صدر اعلیٰ تھے۔ اُنہیں کے اجلاس میں مقدمہ دائر ہوا۔ بھارتیندو جی کی واقعی حالت جان کر سید صاحب کو اُن پر بڑا ترس آیا۔ اُنہوں نے چاہا کہ مہاجن کو اصل رقم کے مطابق ڈگری دی جائے۔ اِس لیے اُنہوں نے اصلی رقم جاننے کی بڑی کوشش کی مگر بھارتیندو جی نے کچھ بھی نہ بتلایا۔ اور آخر میں سید صاحب سے صاف کہدیا میں معمولی رقم کے لیئے اپنا ایمان نہیں بگاڑ سکتا ہنڈی مجھ سے زبردستی نہیں لکھوائی گئی ہے۔ بلکہ میں نے جان بوجھ کر لکھا ہے۔ اِس لیے میں مال دینے کے خوف سے اپنی راستی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے اپنی لاکھوں روپے کی حیثیت تباہ کر دی اور آخر میں وہ نالائق سمجھے جانے لگے۔

بہت بڑے اور مشہور آفاق انگریزی شاعر بھی بڑے ہی مسرف اور قرض خوار گذرے ہیں شیریڈن۔ گولڈ اسمتھ۔ بائیرن۔ ملٹن۔ سکاٹ وغیرہ سبھی قرض لینے میں بڑے بہادر تھے۔ اِن میں سے کچھ تو بارہا جیل گئے تھے۔ ملٹن نے اپنے "پاراڈئیز لاسٹ" کے اول اڈیشن کا حق صرف پانچ پونڈ پر فروخت کر دیا۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ادیب کبھی دولت کی پرواہ نہیں کرتے، اور ہمیشہ مفلس اور قرضدار بنے رہتے ہیں لیکن اوروں کی طرح خدام ادب کا بھی یہ گناہ قابلِ معافی نہیں ہے۔ خدام ادب کو اِس بات کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ کہ وہ سوسائٹی کا کسی قسم کا نقصان کریں اور سوسائٹی اِس پر کچھ توجہ نہ کرے۔ اوروں کی طرح خدام ادب کو بھی ہمیشہ کفائت شعار رہنا چاہیے۔ اِس میں شک نہیں کہ خدام ادب کے ساتھ لوگوں کو رعائتی معاملت کرنی چاہیے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خدام ادب بھی اوروں کی طرح اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ اور محض دوسروں کے بوجھ نہ بنیں۔

۔ ابو محمد امام الدین رام نگری۔

نومبر کا شیو شنبھو کیا بلحاظ مضامین اور کیا بلحاظ طباعت بڑی شان و شوکت سے شایع ہوگا۔

ایڈیٹر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دورنگئ زمانہ

عجب مختلف ہے زمانہ کی حالت　　نہ دیکھا کسی کے برابر کسی کو
بنایا ہے خود خالقِ داد گر نے　　معزز کسی کو محقّر کسی کو
کسی کو چڑھایا ہے عرشِ بریں پر　　گرایا ہے فرشِ زمیں پر کسی کو
کسی کو سکونِ شبِ ماہ بخشا　　کیا صورتِ برقِ مضطر کسی کو
رُلایا کسی کو ہے شبنم کی صورت　　ہنسایا ہے مثلِ گلِ تر کسی کو
کیا ہے کسی دل کو زمی میں پانی　　دیا ہے عوض دل کے پتھر کسی کو
کسی کو ملی کلفتِ شامِ ہجراں　　ملی راحتِ وصلِ دلبر کسی کو
کسی کا ہے خونِ جگر پر گزارہ　　دیا بادۂ نابِ احمر کسی کو
کسی کو جو آئینہ سیما بنایا　　دکھایا ہے حیران و ششدر کسی کو
کوئی اِس جہاں کو سمجھتا ہے دوزخ　　یہ دنیا ہے فردوس منظر کسی کو
یہ سب کچھ بجا ہے۔ مگر آخر اک دن　　کرے گی اجل ایک ساغر کسی کو

"تلوک چند محروم"

جوانی کی دولت

صحت ہے جس کے بغیر زندگی کے تمام مزے پھیکے اور حیاتِ انسانی کی تمام مسرتیں بیکار ہیں۔ کیا آپ تندرست ہیں۔ اگر نہیں تو "**مرل**" استعمال کیجئے۔ **مرل** کیا ہے؟ مرل وہ نعمت عظمٰی ہے۔ جس کے استعمال سے کمزور سے کمزور جسم میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ مردہ ہڈیوں میں نئی روح پھونکتی ہے۔ قوائے دماغ اور قوت حافظہ میں غیر معمولی ترقی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بچپن کے بھولے ہوئے واقعات خودبخود سامنے آنے لگتے ہیں۔ مرل وہ آبِ حیات ہے جس کے باقاعدہ استعمال کرنے والے بڑھاپے میں جوانی کا مزہ لوٹ رہے ہیں۔ وہ تریاق ہے جو مردانہ تمام پوشیدہ امراض کو [illegible] ہے۔ بچپن کی غلط کاریوں یا جوانی کی بد اعتدالیوں سے اگر آپ کے اعضائے رئیسہ کمزور پڑ چکے ہوں تو [illegible]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تمہیں جگانا بھی نہیں آتا

دبے پاؤں میں تمہاری خلوت گاہ میں پہنچی۔ جاگنے کا وقت ہو چکا تھا۔ مگر تم سو رہے تھے آہ مجھ کو آج معلوم ہوا کہ تم سوتے وقت کچھ اور ہو جاتے ہو۔ میں تم پر پروانہ وار قربان ہوتی ہی تمہاری مسہری کے گرد گھومتی رہی اور تم کو محبت بھری نظروں سے دیکھتی رہی......
...... اے میرے سوامی نہیں معلوم میری یہ پرستش قبول بھی ہوتی یا نہیں۔

آہ وہ تمہارا دہنی کروٹ لیٹنا۔ تکیے پر بازو۔ بازو پر سر عجب بے خودی کے عالم میں رکھے ہوتا کبھی نہ بھولیگا دم روح پرور سے ہلکے ہلکے انفاس سے ہوا معطر ہو رہی تھی۔ تمہارا حسن بیدار تھا۔ اور میرا نصیب میں دیر تک سوچتی رہی کہ اس سوتے ہوئے جادو کو کیوں کر جگاؤں......
...... آخر میں نے اپنی اشکبار آنکھیں تمہارے تلوؤں سے ملیں تمہارے قدم چومے مگر تم فتنۂ خوابیدہ بنے رہے۔

ڈرتے ڈرتے۔ دھڑکتے ہوئے دل سے میں تمہارے سرہانے گئی۔ کچھ سوچ کر جھکی مگر ٹھٹھک گئی تمہاری چشم فتاں۔ تمہارے عارض رنگیں۔ تمہاری چاند جیسی پیشانی۔ تمہارے گیسوئے مشکیں تمہارے لب لعلیں کو دیکھ کر میں آپ میں نہ رہی۔ پریتم۔ یقین مانو میں بے خود ہو گئی......
...... میں نے حالت شوق میں عالم بیخودی میں اگر تمہاری نیم وا آنکھوں کو چوم دیا۔ تو قابل معافی ہوں۔

میری بدقسمتی سے تمہاری آنکھ فوراً کھل گئی۔ متوالی نرگسی نظروں سے تم نے مجھے دیکھا۔ جی تو یہی چاہتا تھا کہ اس غلطی کو دہرا دوں مگر میں جھجک کر پیچھے ہٹ گئی...... تم انگڑائیاں لیتے ہوئے اُٹھے۔ مگر برہم بہیں نہ جبیں +

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تمہاری بیرخی دیکھ کر ضبط نہ ہوا - دل کڑا کر کے تمہارے قدموں پر گر پڑی اور عتاب کا سبب بڑی لجاجت سے دریافت کیا آہ تم نے کچھ عجب انداز سے کہا .... تمہیں جگانا بھی نہیں آتا۔

اُف مجھے یہ بھی یاد ہے کہ میں نے بھی اُسی حالت میں دبی زبان سے قریب قریب وہی الفاظ دہرا دئے۔ ہاں ہاں۔ اقبال جرم کر لیا۔ ہاں ہاں کہدیا .... مجھے جگانا بھی نہیں آتا۔ باسط بسواں

تصوّر

(ایک خاتون کے قلم سے)

تصور۔ اے تصور تو عجوبۂ روزگار ہے۔ تیری قدرت و طاقت عجب اور تیرے کھیل تماشے عجیب غریب ہیں۔ تو آن کی آن میں کایا پلٹ دیتا ہے۔ غائب کو حاضر۔ غیر موجود کو موجود کر دینا تیرا معمولی کرشمہ ہے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کوس کی چیزوں کو قریب کر دینا تیرا ادنی سا کام ہے۔ تصور میرے مونس میرے غمگسار تصور تو جنت نظر ہے۔ تو فردوس گوش ہے۔ تیرے کرشمے دلکش اور تیری صورت گری نظر فریب ہے۔ میں اپنی بچھڑی ہوئی سہیلیوں کو تیرے اور صرف تیرے ذریعہ سے دیکھتی ہوں اس وقت خیالی ٹیلیفون کا سلسلہ دلوں سے ملا ہوتا ہے۔ جو ہماری مزیدار باتوں کا وسیلہ ہے۔ میں گھڑیوں تیری بدولت۔ ہاں اے میرے تصور تیری بدولت اپنا جی بہلاتی اور تیری جان و مال کو دُعا دیتی ہوں۔ تو مجھے میرے اُن پیارے عزیزوں ہی سے نہیں ملاتا جو مجھ سے منزلوں دور ہیں بلکہ اُن گذری ہوئی باتوں کی تصویر بھی پیش نظر کر دیتا ہے جو وقت کے ساتھ گذر چکی ہیں۔ میں اُنہیں دیکھتی ہوں اور اس طرح دیکھتی ہوں۔ کہ گذشتہ پر حال کا دھوکا ہوتا ہے۔

ہاں اے میرے تصور تو اچھا خاصہ ناصح شفیق ہے۔ میں تیرے ذریعہ سے اپنی اچھائی برائی جان لیتی ہوں اپنی غلطیوں سے شرمسار اور خوشگواریوں سے خوش ہوتی ہوں۔ اور تیری یہ تادیب میری آئندہ زندگی کیلئے بہترین سبق ہے۔

اے میرے تصور میں تیری دلچسپ موجودگی میں ایسی محو ہو جاتی ہوں کہ کسی بات کا ہوش نہیں رہتا اور انہماک کا یہ سلسلہ نامتناہی اس وقت تک ختم ہونے کو نہیں آتا جب تک میرا جیتا جاگتا کھلونا دلبچہ پیار سے میرے گلے میں بانہیں ڈال کر مجھے ہوشیار نہیں کر دیتا۔

رم از کلکتہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ادائے دلربائی

یہ کہاں سے تم نے سیکھی ہے ادائے دلربائی
کہ گزر کے دل سے اب تو مری جان پر بن آئی

بھلا ایسی بدظنی کا کوئی کیا کرے مداوا
کوئی بات منہ سے نکلی، تو وہ سمجھے کی برائی

یہ عجیب ماجرا ہے کہ وہی دے درس شکوہ
اور اُسی نے شکوہ سنجی پہ مری زباں اڑائی

نہ ہوئی ہیں اور نہ ہوں گی کبھی پوری آرزوئیں
کرے لاکھ بار کوئی ترے در پہ جبہہ سائی

تمہیں منصفی سے کہہ دو کہ کروں میں ضبط کب تک
مرے دردِ دل کی تم نے کبھی کچھ دوا بتائی؟

مرے راستے میں کانٹے تو بچھا دیے ہیں تم نے
کبھو رنگ لائے گی سے نہ مری برہنہ پائی

جو ہو محشرِ تمنا کی بنا بہ یک تبسم
تو بہا دے گر کے پانی مرا زہد و پارسائی

مرے اضطرابِ دل کو جو بہانۂ خندہ سمجھا
یہ خیالِ ذلت آگیں جو مری ہنسی اڑائی

نہ ہو رحم جس میں کچھ بھی، نہ ہو مجھ کو پاس آئیں
جو نہ جانتا ہو بالکل رہ و رسمِ آشنائی

وہ کریگا کیسے پوری یہ توقعاتِ صادق
کہ غرض ہے جس سے ظاہر ہو طریقِ بے نہائی

بکدام مذہب است ایں بکدام ملت است ایں
کہ کشند عاشقے را کہ تو عاشقم چرائی

یہ تشنہ ہے خونِ عالم ہے نصیبِ تیغِ قاتل
تو یہ عاشقوں میں ٹھہری، کہ ہو قسمت آزمائی

کوئی سر بکف ہے، کوئی لیے ہاتھ پر ہے سر کو
کوئی جو رہا ہے شاداں کہ امید بر آئی

کوئی رو رہا ہے بیٹھا لیے اپنی حسرتوں کو
کوئی رو رہا ہے غمگیں، ہے کسی پہ یاس چھائی

یہ ہجوم عاشقاں ہے، ذرا آنکھ تو اٹھاؤ
یہ تمہیں پہ مرتے ہیں، یہ تمہارے ہیں فدائی

وہ نظر بلائیے کیونکر کہ ہنوز مبتدی ہیں
نہیں جرأتِ تماشا کہ ہے مشق ابتدائی

جو یہ ہاتھ کانپتا ہے تو یہ تیغ رکتی ہی ہے
تری نازکی سے ہوگی کہاں طاقت آزمائی

میں نہ خامہ زشت ہوں کہ تو ہٹا دے سر
کہ نہ سر پہ میرے آئے کہیں جرم بے وفائی

نشود نصیبِ دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

نہ ہو بیچ آتش دل کو جلا دے وہ تمنا
کبھی ہول کر نہ منہ تک وہ نگاہ لطف آئی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وہ نگاہ لطف، جو دے دلِ غمزدہ کو تسکیں
بنے قلبِ مضطرب میں جو سکونِ انتہائی

ابھی لرزشِ تبسم سے نمود حشر کی ہو
جو ذرا ابھی مسکرا دو بادائے دلربائی

جو عدو نواز نظریں مجھے مژدۂ خلش دیں
تو بھلا نہ کھٹکے کیونکر یہ ادائے کج ادائی

میں ابھی سسک رہا تھا میں ابھی تڑپ رہا تھا
جو نگاہ کی تھی ظالم، تو پھر آنکھ کیوں چرائی

نہ ہو درد آشنا جو، نہ ہو زخم جس کے دل میں
اُسے کیا غرض پڑی ہے جو نے اپنی سر پرائی

لئے جا رہا ہے کس کے دلِ خون شدہ کی میت
ارے جانیوالے تجکو یہ کہاں کی دُھن سمائی

جو یہ راہ امن کی ہے، تو بلا خطر چلا جا
کہ یہیں سے عاقبت کی تجھے ہو گی رہنمائی

وہ ملے تجھے نشیمن کہ جو اس قدر ہو اونچا
نہ ہو شورشِ جہاں کی ترے پاس تک رسائی

قیصر (بھوپال)

سب سے بڑی دولت

کہیں دور نہیں۔ تمہارے دل کے اندر بند پڑی ہے۔ اُس کا نام ہے مقناطیسی شخصی جس کا راز جان کر تم دنیا میں بڑے بڑے کام کر سکتے ہو۔ مثلاً دنیا میں کامیاب اور بامراد زندگی بسر کرنا ہمیشہ خوش رہنا۔ بیمار کو پھونک کر چنگا کر دینا۔ حاکم یا افسر کو اپنے اوپر مہربان بنانا۔ دوست یا دشمن سے حسب منشا اپنا کام نکلوانا وغیرہ۔ وکیل۔ دوکان دار۔ ملازمت پیشہ۔ ڈاکٹر غرضکہ سب کے لئے اس کا جاننا ضروری ہے۔ قواعد طلب کیجئے۔

دی سپریچوال ٹریننگ اینڈ ہیلنگ انسٹیٹیوٹ۔ لاہور

علم النفس

کہ تمام دنیا غلط طریقہ سے سانس لے رہی ہے۔ اگر آپ سانس لینے کے صحیح طریقہ سے واقف ہو کر سو سال تک تندرست رہنا چاہتے ہیں۔ تو منگوائیے۔ صرف ۸/

ملنے کا پتہ

کارخانہ پیام یار بُک ڈپو۔ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دھوکے کی بات

کہتے ہیں ۔ ایک دن دنیا میں سب مرجائینگے ۔ موت سب سے جان لے لیگی ۔ تو کیا میں ۔ میں بھی مرجاؤں گا ۔۔۔۔۔۔ ؟ مجھ ۔۔۔۔ مجھ کو بھی موت آجائیگی ۔۔۔۔ ؟

نہیں ایسا نہیں ہوگا ۔ مجھ کو موت نہیں آئیگی ۔ میں کبھی نہیں مرونگا ۔ اور میں کیوں مروں ۔ میں کوئی مرنے کے لئے آیا ہوں ۔ میری زندگی کوئی موت کا صدقہ ہے ۔ نہیں میں نہیں مرونگا ۔ میں اپنی زندگی کا مالک ہوں جیونگا اور ضرور جیونگا ۔

میری ایسی اچھی جان ۔ ایسی پیاری زندگی مجھ سے کون چھین سکتا ہے کس کی مجال ہے ۔ بیچاری موت کی کیا طاقت ہے جو مجھ سے میری جان چھین لیگی ۔ میری اپنی جان ہے ۔ میں اپنے ساتھ لایا ہوں ۔ جہاں جاؤنگا ساتھ لیجاؤنگا جہاں رہونگا ۔ ساتھ رکھونگا ۔ کسی کا اجارہ ہے ۔

میری ایسی عزیز جان جس کے لئے میں نے سینکڑوں تکلیفیں اٹھائیں ۔ صدہا مصیبتیں جھیلیں ساری عمر اس کی حفاظت کی ۔ دنیا کا برا بنا ۔ عزیز و اقارب سے اچھا جانا ۔ دوستوں سے عزیز سمجھا ۔ دشمنوں سے نگہداشت کی ۔ چوروں سے بچایا ۔ ڈاکوؤں سے چھپایا ۔ میں اب ایسے کسی کو یوں ہی حق ناحق دے دونگا موت مجھ سے بے کہے سنے چھین لیگی ۔ بے پوچھے مجھے لے جائیگی ۔ نہیں کبھی نہیں ۔

ہاں ہاں ۔ میں اپنی زندگی کسی کو نہیں دونگا ۔ میں تو اگر مانگے تانگے کی زندگی ہوتی ۔ گری پڑی بھی کہیں سے جان اٹھا لاتا ۔ جب بھی اللہ عزیز کر کے اسے رکھتا اور کسی غیر کی پرچھائیں بھی نہ پڑنے دیتا ۔

اور اچھا مانا ۔ موت آئی بھی ۔ کیونکہ اُس کی تو عادت ہے ۔ میرے پاس بھی آئی تو جہاں میں اُسے آتا دیکھونگا اپنے گھر کی سب سے اندر کی اندھیری کوٹھڑی کے کسی کونے کھدرے میں جا کے چھپ جاؤنگا دروازہ بند کرلونگا ۔ کواڑ بھیڑ لونگا ۔ اور مقدور کی جڑی بنی خاک کی موٹی سی چادر اوڑھ لپیٹ اور منہ چھپا کے لیٹ رہونگا ۔ دم سادھ لونگا ۔ آنکھیں خوب زور سے بھینچ کے موند لونگا ۔ موت آئیگی مجھے پکاریگی ۔ میں نہیں بولونگا ۔ وہ چیخے گی ۔ چلائیگی ۔ میں سانس نہیں لونگا ۔ وہ زنجیر کھٹکھٹائیگی میں نہیں کھولونگا ۔ چاہے قیامت ہی کیوں نہ آجائے ۔

آخر موت تھک کر بیٹھ رہیگی ۔ اپنا سا منہ لے کر چلی جائیگی ۔ اور ہاں اُسے بھی تو موت آجائیگی کیونکہ دنیا میں جو پیدا ہے وہ ناپید ہوگا ۔ غرض جب وہ دق ہو جائیگی تو یہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میں اُٹھونگا۔ منہ دھو لونگا۔ دروازہ کھول کے اُس رات سے زیادہ اندھیری کوٹھری سے باہر نکل جاؤنگا۔ اُس لباس کو اُتار کے پھینک دونگا۔ کوئی اور اچھا سا چولہ بدل لونگا۔ جدھر منہ اُٹھیگا۔ اپنی زندگی کے حوصلے دونگا اور جس جیتی جاگتی دنیا کو مناسب سمجھونگا اپنے لئے منتخب کر کے رہنے لگونگا۔

"مجذوب"

سانس لو یا خوش ہو

قسم اُس موت کی اُٹھتی جوانی میں جو آتی ہے
عروسِ نو کو بیوہ، ماں کو دیوانہ بناتی ہے

جہاں سے جھٹپٹے کے وقت اک تابوت نکلا ہو
قسم اُس شب کی جو پہلے پہل اُس گھر میں آتی ہے

عزیزوں کی نگاہیں ڈھونڈتی ہیں مرنے والوں کو
قسم اُس صبح کی جو غم کا یہ منظر دکھاتی ہے

قسم سائل کے اُس احساس کی جب دیکھ کر اُسکو
سیاہی دفعتاً کنجوس کے ماتھے پہ آتی ہے

قسم اُس سوز کی پیدا جو ہوتا ہے طبیعت میں
اندھیری رات میں رونے کی جب آواز آتی ہے

قسم اُن آنسوؤں کی ماں کی آنکھوں سے جو بہتے ہیں
جگر تھامے ہوئے جب لاش پر بیٹے کی آتی ہے

قسم اُس بےبسی کی اپنے شوہر کے جنازہ پر
کلیجہ تھام کر تازہ دلہن جب سر جھکاتی ہے

نظر پڑتے ہی اک ذی مرتبہ مہماں کے چہرے پر
قسم اُس شرم کی مفلس کی آنکھوں میں جو آتی ہے

قسم اُس درد کی جو ہجر کی راتوں میں اُٹھتا ہے
قسم اُس کرب کی جب روح گھبرا کر لب پہ آتی ہے

"کہ یہ دنیا سراسر خواب اور خواب پریشاں ہے"
"خوشی" آتی نہیں سینے میں جب تک "سانس" آتی ہے

جوشؔ۔ ملیح آبادی

مرزا چوں چوں بیگ ۔ ایک مزاقیہ ناول۔ یکسانی ظرافت۔ مہذب مذاق سادہ زبان۔ بیسویں صدی کے ایک افیونی کا سفرنامہ۔ عالم رویا میں ایک عجیب و غریب ملک کی تلاش۔ باشندوں کے ہنسا دینے والے حالات۔ تمسخر آمیز قوانین رسم و رواج۔ حسن و عشق کے جذبات۔ جدید سلطنت کی بنیاد۔ قصہ کا انجام پڑھکر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ / ناظرین شیو شنبھو سے [illegible]
ملنے کا پتہ۔ کارخانہ پیام یار رنگ محل لاہور۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

قسمیں کون کھاتا ہے

قسمیں کھاتے ہیں واعظانِ مُعبد — کردار سے مختلف ہے جن کی گفتار
یا کھاتے ہیں بزدلان بے بس قسمیں — یا وہ جنہیں جانتی ہے دنیا عیار
یا وہ جو ہیں ناتوان دل و کم ہمت — دانستہ جو رہتے ہیں مصائب کا شکار
قسموں سے سنائی جاتی ہیں وہ باتیں
لوگوں کو سچائی سے ہو جن کی انکار

تلوک چند محروم

بابُو

(بنکم بابو کے ایک بنگالی مضمون کا عکسِ لطیف)

جنمیجے بولے:-

اے مہرشی! آپ نے کہا ہے کہ کلجگ میں "بابو" نام والے ایک قسم کے انسان اس دنیا میں پیدا ہونگے، یہ کیسے ہونگے اور اس زمین پر جنم لیکر کیا کرینگے؟ یہ سننے کے لئے میں بے چین ہو رہا ہوں، آپ کرم کرکے مفصل طور پر مجھ سے بیان کریں۔

ویشمپاین نے کہا:-

اے راجن بہت کھانے اور سونے کے خواہشمند، عجیب عقل والے، بابُوں کی کتھا میں کہتا ہوں۔ آپ غور سے سُنیں۔ میں چشمہ دھاری، پیٹ کے پجاری، بہت بولنے والے، اور میٹھی چیزوں کے خواہشمند، ایسے بابوؤں کی کہانی آپ کے روبرو بیان کرتا ہوں۔ اسے توجہ سے سُنیں،

اے نیک ہستی، جو طرح طرح کے کپڑے پہنے ہو، بال سنوارے ہو، ہاتھ میں بیت رکھتا ہو، اور بوٹ چڑھائے ہو وہی بابو ہے۔ جو باتوں میں ہارے نہیں، غیر زبان کا متوالا ہو، مادری زبان کا دشمن ہو۔ وہی بابو ہے۔ اے راجن جو چوکے میں بوٹ سمیت چلا جائے، جو گھر میں بھی انگریزی بولنے کا شیدائی ہو، جو دھرم پتنی کو مائی ڈیر کے نام سے مخاطب کرے، جو کھڑا ہو کر پیشاب کرے،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور پھر ہاتھ کبھی دھوئے نہیں ۔ وہ بابو ہے + جو طلوعِ آفتاب سے پہلے جاگنا پاپ سمجھے ، اور بستر پر پڑے پڑے پہلے کھانے کی فرمائش کرے ۔ وہی بابو ہے +

مہاراج! بہت سے اِسی طرح کے بڑے عالم و فاضل بابو پیدا ہونگے جو مادری زبان میں بات چیت تک نہ کر سکینگے ، جن کی دسوں اندریاں خود مختار ہونے کے سبب سے پاک اور جن کی زبان غیر قوم کے تھوک سے پوتر ہے وہی بابو ہے ۔ جن کے پاؤں سوکھی لکڑی کی طرح اور ہاؤس لائسنس کے نہ ہونے پر بھی بھاگنے کی طاقت رکھتا ہو ۔ ہاتھ دُبلے اور کمزور ہونے پر بھی قلم پکڑتے اور تنخواہ لینے میں چست ہو ۔ چمڑا ملائیم ہونے پر بھی سات سمندر پار کی بنی ہوئی چیز کی چوٹ سہار سکتا ہو ۔ جن کے اعضا کی اس طور تعریف کی جا سکے ، وہی بابو ہے ۔ جو بلا مقصد دھن جمع کرے ۔ جمع کرنے کے لئے پیدا کرے ۔ پیدا کرنے کے لئے پڑھے اور پڑھنے کے لئے سوالات چرائے وہی بابو ہے +

مہاراج! بابو لفظ کے کئی معنے ہونگے + کلجگ میں بھارت ورش کا راجہ ہو کر جو "انگریز" نام سے مشہور ہوگا وہ بابو کے معنے سودا خریدنے والا اور لکھنے والا منشی کریگا ۔ غریب لوگ بابو کو اپنے سے دولتمند سمجھینگے ۔ نوکروں کی مراد بابو لفظ سے مالک کی ہوگی ۔ ریلوے ملازمین کی عورتیں بات چیت میں بابو لفظ سے خاوند کے معنی سمجھینگی ۔ اور پنجاب کے کئی حصوں میں چھوٹے چھوٹے بچے بابو سے باپ کا مطلب نکالینگے اِن کے سوا کتنے ہی لوگ فقط بابوگیری کرنے کے لئے اِس دنیا میں نازل ہونگے ۔ میں صرف اُن کی خوبیوں کو بیان کرتا ہوں جو شخص اس سے اُلٹا مطلب نکالیگا ۔ اُس کو اِس مہابھارت کے سُننے کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا وہ بکری کا جنم لیکر بابوؤں کی خوراک بنے گا +

اے راجوں کے سرتاج! بابو لوگ اگستِ ثانی کی طرح "شراب" نام کے سمندر کو جام کے چلو سے پی کر غٹک کر دینگے ۔ آگ اُن کے حکم میں ہوگی 'تمباکو' اور 'چرٹ' نام کے دو جنگلوں کے سہارے آگ رات دن انکے منہ میں لگی رہیگی ۔ جیسے اِن کے منہ میں آگ جلیگی ۔ ویسے اِن کے پیٹ میں جلیگی ، اور رات کے تیسرے پہر تک اُن کی گاڑی کی دونوں لالٹینوں میں بھی رہیگی ۔ اُن کے پسندیدہ گانوں اور نظموں میں بھی آگ کا قیام ہوگا ۔ اُس وقت اُس کا نام "پریم کی آگ" اور "دل کی آگ" ہوگا ۔ رنڈیوں کے مت سے بابوؤں کے منہ آگ سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہمیشہ جھلسا کرینگے ۔ ہوا ہی اِن کی خوراک ہوگی اور ادب کے لحاظ سے اِس مشکل کام کا نام وہ "ہوا

خوری، رکھینگے، چاند اُن کے گھر کے باہر اور اندر ہمیشہ حاضر رہیگا۔ کبھی کبھی منہ پر برقع بھی ڈال لیگا۔ کئی رات کے پہلے حصے میں کرشن پکھ (اندھیرا) کا اور پچھلے حصے میں شکل پکھ (چاندنی) کا چاند دیکھینگے اور کوئی اس کے مخالف بھی کرینگے۔ سورج بھگوان تو کبھی اِن کے درشن نہ کرسکیگا۔ یم راج (ملک الموت) تو انہیں بالکل بھول جائیگا۔ یہ لوگ فقط اشونی کماروں (گھوڑوں) کی پوجا کرینگے۔ اور اسپ دیوتوں کے مندر کا نام "اصطبل" یا "طویلہ" ہوگا +

اے شاہ ذیشان! جو شاعری کا نوالہ کر جائینگے۔ علم موسیقی کا شرادھ کر ڈالینگے۔ جن کی قابلیت بچپن کی پڑھی ہوئی چند کتابوں میں ہی بند رہیگی اور جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ دانا سمجھینگے وہی بابو ہونگے۔ جو عقل کی مدد کے بغیر ہی نظمیں پڑھنے اور اُن پر داد دینے زنی کرنے میں لگے رہینگے۔ جو رنڈیوں کی چلاہٹ کو ہی علم موسیقی کا معیار سمجھینگے۔ جو اپنی ہستی کو خاص وقعت سے دیکھینگے۔ وہی بابو ہونگے۔ جو روپ میں کامدیو کے چھوٹے بھائی ہنر میں بے ہنر کام کرنے میں پھڑ اور بات بنانے میں سرسوتی ہونگے۔ وہی بابو ہونگے + جو جلسہ اُڑانے کی خاطر شور آرتی منائینگے گھر والی کے کہنے پر دیوالی کرینگے۔ معشوقہ کی خاطر سے ہولی رچائینگے اور شراب کباب کی خاطر سے دسہرہ منائینگے وہی بابو ہونگے + جن کی سواری کا رتھ عجیب طرح کا ہوگا، جو معمولی گھر میں سوئیں گے، جو انگور کی رس (شراب) پئینگے۔ اور بھونے ہوئے شکر قند (کباب) کھائینگے۔ وہی بابو ہونگے۔ جو مہادیو بابا کیطرح نشوں کے پریمی، برہما کے سمان دنیا کی آبادی بڑھانے کے خواہش مند، اور وشنو کی طرح لیلا کرنے میں بڑے چالاک ہونگے وہی بابو ہونگے +

اے انسانی قوم کے زیور! وشنو بھگوان کیساتھ اِن کے حالات بہت ملتے جلتے ہونگے۔ وشنو کی طرح اِن کے پاس لکھشمی اور سرسوتی دونوں رہینگی، وشنو کی مانند یہ بھی ان گنت بستروں پر سونے والے ہونگے۔ وشنو کی طرح اُن کے بھی دس اوتار ہونگے۔ جیسے منشی۔ ماسٹر۔ متصدی۔ آزاد خیال۔ ڈاکٹر۔ وکیل۔ حاکم۔ زمیندار۔ ایڈیٹر اور نکما وشنو کی طرح سب اوتاروں میں میں ہی بڑی مستعدی کے ساتھ یہ لوگ اسروں (ارواح بد) کا ناش کرینگے۔ منشی اوتار میں دفتری کا ماسٹر اوتار میں شاگردوں کا۔ سٹیشن ماسٹر اوتار میں بلاٹکٹ مسافروں کا۔ پوسٹ ماسٹر اوتار میں ڈاک کا۔ متصدی اوتار میں انگریز بیوپاریوں کا۔ آزاد خیال اوتار میں چوٹی (بودی) اور یگیوپویت (جنیو) کا۔ ڈاکٹر اوتار میں مریضوں کا۔ وکیل اوتار میں موکلوں کا۔ حاکم اوتار میں مقدمہ لڑنے والوں کا۔ زمیندار اوتار میں رعیت کا۔ ایڈیٹر اوتار میں بھلے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

افسوس اور ننگ اوتار ہیں جن کا ناش ہوگا۔

مہاراج! اور سنیئے۔ جن کی بات من میں ایک گنا، کہنے میں دس گنا۔ لکھنے میں سو گنا۔ اور جھگڑے میں ہزار گنا ہو وہی بابو ہے۔ جن کی طاقت ہاتھ میں ایک گنا، منہ میں دس گنا، پیٹھ میں سو گنا اور کام کے وقت ہوا ہو جاتے۔ وہی بابو ہونگے۔ جن کی عقل ڈکشن کے وقت کتابوں میں۔ جوانی آنے پر بوتل میں اور بڑھاپے کے وقت بیوی کے آنچل میں رہتی ہی بابو ہونگے۔ جن کے اشٹ دیوتا انگریز، گرو مغربی تہذیب، دہرم شاستر انگریزی اخبار اور تیرتھ "البرٹ تھیٹر" ہوگا وہی بابو ہونگے۔ جو افسروں کے سامنے کرسٹان۔ طوائف کے آگے نیم مسلمان، باپ کے سامنے آریہ سماجی، ماں کے آگے سناتنی، بھیک مانگنے والے فقیروں کے سامنے ناستک، اور دوستوں کے آگے آزاد خیال بنینگے۔ وہی بابو کہلا دیں گے جو اپنے گھر میں پانی پیتے، دوستوں کے گھر جا کر شراب پیتے، رنڈیوں کے گھر میں جوتیاں کھاتے اور صاحب لوگوں کے ہاں دھکے کھاتے ہیں وہی بابو ہونگے، جو غسل کے وقت تیل سے کھانے کے وقت اپنی انگلیوں سے بیسوا کے سامنے بیوی سے اور بات چیت کرتے وقت مادری زبان سے نفرت ظاہر کریں۔ وہی بابو ہونگے۔ جن کی ساری کوشش فقط لباس کے بنانے میں، مستعدی صرف نوکری کی امیدواری میں، بھگتی صرف بیوی یا معشوقہ میں اور نفرت دہرم پستکوں میں ہو۔ وہی بلاشک وشبہ بابو ہونگے۔

اے مہاراج! میں نے جن کی بابت کہا ہے وہ دل ہی دل میں یہی سمجھینگے۔ کہ پان کھانے سے، تکیوں کے سہارے بیٹھنے سے، کھچڑی زبان بولنے سے، جام پر جام خالی کرنے اور سلفے پر سلفہ پینے سے، انگریزی دکان میں جاکر میز کرسی پر چھری کانٹے سے انڈا مچھلی کھانے سے، کلب اور ناچ گھر میں جانے سے اور ٹینس کھیلنے سے ہی بھارت دیش کا اودھار ہو جائیگا۔

جنمیجے بولے:۔

اے منیوں میں سب سے زیادہ لائق! "بابوؤں" کی ہمیشہ جے ہو۔ اب دوسرا رنگ اٹھائیے۔

پریستان ملتانی مقیم لاہور۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رنجن

(ایک پر لطف بنگالی قصے کا ترجمہ)

دنیا میں بڑے آدمیوں کی دو قسمیں سُنی جاتی ہیں۔ ایک تو جنہوں نے چار پیسے سے اپنے آپ کو لکھ پتی بنایا۔ دوسرے وہ جنہوں نے بلّی کے بیاہ میں لاکھوں روپے خرچ کئے۔

بلاس چند اسی دوسری قسم کے رئیس تھے۔ اس مرتبہ مغرب کے سفر میں وہ رنجن کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

تیرتھ تیرتھ میں سری ٹھاکر جی کے درشن کرنے اور پُن کمانے کی خواہش ہر ایک بھلی ہر عورت میں ہوتی ہے۔ کاشی جی میں پہنچ کر گرمی ہوئی ہونے پر بھی رنجن کا دل مسرت سے بھرپور ہو اُٹھا۔ وہ محسوس کرنے لگی جیسے نرک چھوڑ کر وہ آج سورگ میں آپہنچی۔

نئے اور پاک صاف کپڑے پہن کر وہ گنگا اشنان کرنے چلی۔ رنجن کا شوق بہت تیز تھا۔ وہ آگے چلنے لگی۔ بلاس چند رپیچھے پیچھے تھے۔ رنجن کے زیورات جوبن و جوانی کی چنچل راگنی کی طرح نہایت دلکش جھنکار پیدا کر رہے تھے۔ اُس کی نازک خرامی دیکھ کر ایسا احساس ہوتا تھا جیسے موسم بسنت کے ابتدائی جھونکے خواب گراں سے چونک کر عالم بیداری میں اٹھکیلیاں کر رہے ہیں۔ رنجن کے ہر اٹھ پذیر قدم کیساتھ ساتھ ہی بلاس چند کا دل جھکولے کھانے لگا۔

راہگیر از خود رفتہ ہو کر رنجن کی طرف آرزومندانہ نگاہوں سے تصویر حیرت بنے ہوئے تھے۔ بعض بعض آنکھوں کے اشارے سے بھی نہ چوکے۔ مگر آج وہ یہاں اس خیال سے نہیں آئی تھی۔ آج وہ وشو دیوتا کے دروازے پر پُجارنی کے بھیس میں آئی تھی۔ کسی کے دل میں تشنہ کامی پیدا کرنے کے لئے اُس نے کسی قسم کے بناؤ سنگار سے کام نہیں لیا تھا۔ شاہی سڑک سے اور بھی کتنی ہی بے نظیر نازنین گزری تھیں۔ یہ بدنصیب اس کی طرف دیکھ کر کوئی تسکین و تسلی کا سامان تو نہیں پاتے پھر .... بدھاتا نے اُس کے چہرے پر ایسی کونسی خوفناک مہر لگا دی تھی کہ وہ پوشیدہ رکھنے پر بھی گرفتار ہو جاتی تھی۔ رنجن کی رفتار میں کسی قدر جھجک پیدا ہو گئی تھی۔ پھر کر دیکھا بلاس چند پیچھے آتے ہیں یا نہیں ... دیکھا۔ بلاس چند دربینے کے اُس بد تہذیب مجمع کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ رنجن اس مسکراہٹ کا راز سمجھ گئی۔ وہ ہنسی جیسے زبان حال سے کہہ رہی تھی " ہاں !

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہاں!! دیکھو۔ اِس گرانبار رتن کا مالک میں ہوں"۔

جھنجھلا کر رنجن نے چہرے پر گھونگھٹ ڈال لیا۔

(ب)

گنگا میں غوطہ لگا کر رنجن نے محسوس کیا۔ جیسے اُس کی تمام زندگی کا گرد و غبار دُھل کر صاف ہو گیا۔ صاف شفاف پانی میں گلابی کنول کی طرح رنجن بہت دیر تک اَمنی سی بیٹھی رہی۔۔۔ چھوٹی چھوٹی لہریں اُس کے رخسار آتشین کا بوسہ لیکر اچھلتی کودتی چلی جاتی تھیں۔ اُس پار اُسی صاف شفاف ریت کے کنارے پر جہاں لاجوردی شامیانے کے نیچے صبح کے آفتاب کی شعاعیں جگمگاتی ہوئی سنہری پھولوں کی شگفتگی کا سماں دکھاتی تھیں۔ رنجن کی نگاہیں جیسے وہاں سے کسی طرح بھی ہٹنا نہ چاہتی تھیں۔۔۔۔ اُس پار گنگا کے کنارے، سرسبز درختوں کا طرب شعار سایہ، ایک پھوس کا جھونپڑا بنا کر، سب سے منہ موڑ کر، اگر تن تنہا بیٹھ کر اس مقدس کاشی دہام میں زندگی کی کشتی تمام آفات و بلیات سے بچا کر باندھ دی جائے۔۔۔۔ تو وہ کتنی سکھی ہو سکتی ہے۔

رنجن بیٹھی بیٹھی اِس قسم کے خیالات میں محو تھی۔ یکایک بلاس چندر نے کہا "کیوں جی! کیا آج گھر نہ چلو گی؟۔۔۔۔۔ بتاؤ تو سہی بات کیا ہے؟"

رنجن چونک کر بولی "ہاں ہاں۔ چلتی ہوں"۔ کہکر جلدی جلدی کپڑے پہننے لگی۔

بلاس چندر نے یکبارگی رنجن کو پکڑ لیا۔ گھاٹ والے یہ بات دیکھ کر کچھ متحیر سے ہو گئے۔

رنجن نے کہا "کیا کرتے ہو" میرے ساتھ نہ چلو۔ پیچھے پیچھے آؤ۔ میں اس وقت مندر میں جاؤنگی۔

بلاس چندر نے کہا "اب وقت گزر چکا۔ اِس وقت نہیں شام کو جانا"۔

رنجن نے کہا "بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ نہا دھو کر مندر جانا ضروری ہے۔ اب نہ جاؤنگی تو پھر کب جاؤنگی۔ تمام عمر تو پاپ کرتی چلی آئی۔ اگر ایک دن ٹھاکر دیوتا کے لئے تکلیف اُٹھاؤنگی تو مر تو نہ جاؤنگی"۔

بلاس چندر نے کہا "جو جتنا پاپ کرتا ہے۔ پُن کی طرف اُس کی اُتنی ہی کوشش ہوتی ہے"۔

رنجن کا چہرہ پہلے ہی سے زرد ہو رہا تھا۔۔۔ غصّے سے اور بھی سُرخ ہو اٹھا۔ جہاں چوٹ ہوتی ہے۔ وہیں لگتی ہے۔ کچھ دیر تک خاموش رہ کر یکایک بولی "اگر تمہارا کوئی ہرج ہو رہا ہے تو تم واپس جاؤ۔ میں مندر سے ہو کر آجاؤنگی"۔

بلاس چندر قہقہہ لگا کر ہنس کیا۔ بولا تم تو ہنسی ہنسی میں برا مان جاتی ہو۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

چلو چلو۔ کہاں جاؤگی؟"

(ج)

مندر میں داخل ہونے سے پیشتر رنجن نے بیل پتر اور پھول خریدے۔

اُن دنوں دُرگا پوجا کی چھٹیاں تھیں۔ وشو ناتھ جی کے مندر میں بڑی بھیڑ تھی۔ چاروں طرف سے جے جے کاروں کی آواز آرہی تھی۔ کوئی کہتا تھا "بابا وشو ناتھ کی جے" کوئی کاشی ناتھ کی جے"...... کوئی "جے شیو شنبھو" غرض مختلف اشخاص ایک ہی دیوتا کو مختلف ناموں سے پکار رہے تھے کوئی کسی سے واقف نہ تھا۔ مگر سب کے دلوں میں ایک ہی خیال تھا۔
پاپی ہئے پاتمنہ آتما۔

گھنٹے کی آواز کے ساتھ ساتھ ہی ستوتر پاٹھ اور منتروں کو سنتے سنتے رنجن عقیدتمندانہ انداز سے وشو ناتھ جی کی مورتی کے سامنے جا بیٹھی۔ اُس کی تلخ زندگی کے سوتوں میں سے آج یکایک آنند کا فوارہ کیسے پھوٹ نکلا؟...... اِس امرت کی دھار میں رنجن کا دل شرابور تھا... ...شرابور تھا۔

اُس کی وہی عقیدت شعار، دوزانو اور اچل مورتی آج تصویر کی طرح پرسکون، خوبصورت اور عدیم النظیر تھی۔

کوئی ایک بھگت اکتارا ہاتھ میں لئے ہوئے ناچ ناچ کر گا رہا تھا:۔

"عمر ہی تھوڑی... بھج من رام... عمر ہی تھوڑی"

..... یہ حسرت خیز نغمہ رنجن کے کانوں سے گزرتا ہوا دل کے اندرونی حصوں میں رہ رہ کر شور پہنچانے لگا۔

اُسی جگہ دونوں آنکھیں بند کرکے رنجن نے ٹھاکر جی کے چرنوں میں کوئی خواہش ظاہر کی۔ وہ کیا تھی؟ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ مگر اُس کی آنکھوں سے رخساروں پر سے ہوتے ہوئے جھر جھر جھر آنسوؤں کی جھڑی گرنے لگی..... وہ آنسو شاید انوتاپ کے پاک آنسو تھے۔ اُن آنسوؤں کی دھار میں اُس کے دل کا تمام کلنک دھل کر باہر آگیا۔ ٹھاکر جی کو اِس طرح وہ کبھی نہیں پکار سکی تھی۔ آج اس جہاں تیرتھ میں، عجیب و غریب مہاتم میں، بھگتوں کے پاک صاف خیالات ایک جا ہو کر اُس کے دل میں جیسے بھگتی کا دریا بہائے دیتے تھے۔

دیو مورتی کے سامنے تصویر کی طرح بے حس ہو کر رنجن کتنی دیر تک بیٹھی رہی؟ یہ اُسے نہیں معلوم۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یکایک بلاس چندر نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ مگر رنجن کی آتما اُس وقت کسی اور لوک میں تھی..... وہ عالم مدہوشی میں بیٹھی رہی۔ بلاس چندر نے پھر اُس کا ہاتھ پکڑ کر بیتابانہ انداز سے کہا۔ "کیوں! کیا واپس نہ چلوگی؟"

رنجن نے پھر کر بلاس چندر کے منہ کی طرف خمار آلود نگاہوں سے دیکھا۔ دیکھتے ہی اُو سے پھر احساس ہُوا کہ اُس کی آنکھوں میں پھر کوئی جذبۂ درد منعکس ہو اُٹھا ہے۔ رقت انگیز لہجے میں رُک رُک کر بولی "کیا کہا!..... تم کیا کہتے ہو؟"

بلاس چندر مضحکہ خیز لہجے میں بولے "بہت زیادہ بھگتی چوروں کا لکشن ہے۔ بھوک سے میرے پیٹ میں چوہے قلابازیاں کھا رہے ہیں پہلے اس کی پوجا کرو۔ چلو! اُٹھو"

بلاس چندر نے پھر رنجن کی گردن پر اشارہ کیا۔ رنجن کے سینے میں سرکشی کا طوفان اُٹھنے لگا۔ وہ نہ معلوم کیا ایک سخت بات کہتے جا رہی تھی۔ مگر سب کو اپنی طرف متحیرانہ نگاہوں سے تاکتے دیکھ کر اُس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور چپ چاپ اُسی دیو مورتی کی طرف گھورتی رہی۔

ہونٹ چبا کر بلاس چندر نے کہا "کیوں؟ چُپ کیوں ہو گئیں؟"

رنجن خاموش۔

بلاس چندر نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر زور سے دھکا دیکر کہا "اُٹھ۔ اُٹھ۔ اوباش عورتوں کے لئے اتنا پوجا پاٹھ"

ظ غضب میں آئی جیسے ناگن پھنکارتی ہے۔ بلاس چندر کا ہاتھ پڑتے ہی رنجن نے اُسی طرح اور ترش لہجے میں بولی "تم کون ہو؟ چلے جاؤ یہاں سے فوراً چلے جاؤ"

چونک اُٹھے۔ ایک پنڈا اب تک دور بیٹھا ہوا ان دونوں کا یہ

ا۔ رنجن سے پوچھا "مائی جی۔ کیا ہُوا؟"

دن اُٹھائی بند

کانپتے ہوئے بولے "کچھ نہیں۔ یہ میری

اس راز سے سب لوگ

ال دیکھ رہا تھا۔ گول مال دیکھ کر وہ بڑھ

رازی کرنی چاہی

بلاس چندر اُس کا تبسم دیکھ کر خوف سے

ہے۔ ساتھ جانا نہیں چاہتی"

رنجن نے تنہا ... نہیں ہے ... اپنے دست

... سمجھا تھا"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہوئے آنگن میں گر پڑے - ازاں بعد انہوں نے دیکھا - جوتشی جی آئے ہوئے بھینسے کی طرح پھڈاہوا اُن کی طرف جھپٹتا آ رہا ہے - دھوتی سنبھالے بغیر ہی بلاس چند اُٹھے اور دم زدن میں غائب ہو گئے اُسی وقت رنجن اپنے دونوں ہاتھ جوڑ گلے میں آنچل ڈال کر دوزانو بیٹھ گئی - اُس کی جھکی ہوئی آنکھوں میں گہرے آنند کی پاک جھلک تھی ٭

جسونت رائے منوجہ

شاعر اور دل

(شاعر)

رو رہا ہے کس لئے تو اے دل خانہ خراب | کیوں بیتابی ہے تجھکو کیوں ہے اتنا اضطراب
کونسی آتش سے جل جل کر ہوا ہے تو کباب | ہاں سبب اس گریہ کا مجھکو بتا دے تو شتاب
بے قراری آہ و زاری کس لئے ہے روز و شب
کیوں پریشاں ہو رہا ہے اسقدر تو بے سبب

ہاں تجھے کس بات کا رہتا ہے اندوہ و الم | کس لئے تو رات دن سہتا ہے درد و رنج و غم
کچھ نظر آتے نہیں سامان شادی کے بہم | گاہ حیرانی ہے تجھکو گاہ وحشت بیش و کم
دیکھتا ہوں جب تجھے رہتا ہے مغموم و حزیں
ہاں بتا دے کیوں ہے تو پژمردہ و اندوہگیں

(دل)

کچھ نہ پوچھ اے شاعر غمخوار مجھسے میرا حال | کیا کہوں تجھسے جو رہتا ہے کیا رنج و ملال
کیا کہوں کس رنج سے گھٹکر ہوا شکل ہلال | کیا بتاؤں کس کے غم نے کر دیا مجھکو نڈھال
میرے پہلو میں اٹھا کرتا ہے کیوں رہ رہ کے درد
بن گیا میں کیوں سراپا درد و غم سہ سہ کے درد

گو بیچ ہے افق ڈھونڈے سے کیا ملتا نہیں | اک مرا مقصود میرا مدعا ملتا نہیں
ڈھونڈتا ہوں میں جسے اسکا پتہ ملتا نہیں | کیا کہوں اب کیا کہ وہ آشنا ملتا نہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

با وفا ہمدرد۔ مونس ماہ پیکر چاہیئے
قدرداں جو دل سے ہو دل کا وہ دلبر چاہیئے

اُفق امروہوی۔

ریویو

کیا تم نہیں مروگے؟

پھر جہاں مرنے کے بعد تم نے کیا ہر ایک نے جانا ہے۔ وہاں کے حالات جیتے جی جاننے کی خواہش تمہارے دل میں کیوں پیدا نہیں ہوتی؟ ہائے وہ جو تمہارا اصلی گھر ہے اُس کو چھوڑ کر پردیس میں رہنا تم کیوں پسند کرتے ہو۔ "یہ بچہ میرا ہے۔ وہ میری بیوی ہے میں اُن کے سُکھ چین کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقہ سے دولت جمع کرونگا۔ دنیا جہان کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر لونگا۔ مگر کیا مجال جو میرے جیتے جی اُن کو کسی قسم کی تکلیف ہونے پائے" اس قسم کے خیالات میں غلطاں پیچاں ہو۔ کیوں اپنی زندگی کا ستیا ناس کر رہے ہو۔ آؤ دیکھو طائر روح کا مطالعہ کرو۔ جو فلسفہ و روحانیت پر ایک بہترین ناول تسلیم کیا گیا ہے۔ تم یہ کتاب پڑھ لو۔ اور تمہاری زندگی میں انقلاب عظیم واقع ہو جائیگا۔ تم جان جاؤ گے کہ تم وہ طاقت ہو جس کو فنا نہیں۔ تم جو جہالت سے اپنے آپ کو جسم تصور کر رہے ہو سمجھ لوگے کہ تم ہی ہو جس کا نام روح ہے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ گیان انسان کو حاصل ہو جائے تو دنیا میں کوئی دکھ ایسا نہیں جو اسے تکلیف پہنچا سکے۔ اگر ہاتھ کٹ جائے۔ تو درد کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں درد ہوا۔ حالانکہ ہاتھ کا تعلق جسم سے ہے اور درد بھی اُسی کو ہوتا ہے۔ بیماری کی حالت میں دُکھ کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بیمار ہیں۔ حالانکہ بیمار ہمارا جسم ہوتا ہے۔ اگر آئینہ توڑ دیا جائے تو اُس میں کے عکس کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ بعینہ یہی حالت ہماری ہے۔ لیکن یہ بات ہمارے ذہن میں کیسے سمائے؟ طائر روح کے پڑھنے سے۔

آج دنیا میں کتنے مذہب پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر مذہب کا مقلد دعوی کرتا ہے کہ ایک اُسی کا مذہب سچا ہے۔ باقی سب جھوٹے اور غلط راستہ پر لیجانے والے ہیں۔ طائر روح کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مصنف اِس کے جواب میں کہتا ہے "میں اِس کو کیونکر سچ مانوں۔ اگر ایسا ہوتا تو اِس بات کے مدعیوں کو خدا کبھی کا مل چکا ہوتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کولہو کے بیل کی طرح جہاں سے ہم چلے تھے۔ آج بھی وہیں پر کھڑے ہیں۔ مجھے اِس بات پر بسا اوقات ہنسی آتی ہے کہ انسان جو اپنی ذات سے بیخبر ہو رہا ہے۔ خدا کو کیونکر جان سکتا ہے۔ پہلے اپنی ذات کو پہچانو پھر خدا کو جانو۔ اگر اپنے آپ کو پہچاننا ہو۔ تو طائر رُوح کا مطالعہ کرو۔ یہ ناول انتہا درجہ کا دلچسپ اور عجیب و غریب واقفیت سے پُر ہے۔ مقبولیت کا یہ حال ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں دس ہزار جلدیں اِس کی فروخت ہو چکی ہیں۔ اِس کا ہیرو خود مصنف ہے۔ اُس نے اپنے چشم دید واقعات کی بنا پر اِس ناول کو لکھا ہے۔ مصنف کی روح دوسری دنیا میں پرواز کر کے وہاں کے عجیب و غریب حالات قلمبند کرتی ہے دوسری دنیاؤں کے حالات وہاں کے دلچسپ نظاروں کی کیفیات۔ تاروں میں کیا ہے۔ چاند اور سورج کے اسرار۔ ارواح کے مدارج یہ سب کچھ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ خوبصورتی محبت اور اگ وہ لکھتا ہے کہ ان تینوں کے مجموعے کا نام خدا ہے۔ انسان مر کر کہاں جاتا ہے۔ موت دراصل کیا چیز ہے۔ ہمیں موت سے خایف ہونا چاہیے یا خوشی سے اِس کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔ دنیا کی پیدائش کیونکر ہوئی وغیرہ وغیرہ ان سوالوں کے جواب طائر رُوح میں نہایت دلچسپ پیرایہ میں اور مدلل طور پر دیے گئے ہیں۔ المختصر طائر رُوح میں باکمال مصنف نے قدرت کے اُن پوشیدہ رازوں کو بے نقاب کیا ہے جن کے جاننے کے بعد اور کچھ جاننے کی خواہش باقی نہیں رہتی۔ جن لوگوں نے اِس کتاب کو دیکھا ہے اُن کا بیان ہے کہ طائر رُوح کے پڑھنے سے ہمیں ہر مرتبہ نئی لذت حاصل ہوتی ہے۔ کتاب کی ضخامت سوا سو صفحہ کے قریب ہے۔ اور قیمت صرف ۱۲ر ۔ مجلد ۱۴ر

ملنے کا پتہ۔ کارخانہ "پیام یار" بک ڈپو۔ لاہور

"نقاد"

دوسری دنیا روحانی دنیا میں یہ بڑی عجیب و غریب پُر اسرار اور سنسنی خیز کتاب ہے۔ واقعات چشم دید۔ عبارت بلا کی شستہ پلاٹ برجستہ۔ نئی نئی فلسفیانہ معلومات سے پُر۔ بات بات میں مقناطیسی کشش کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ایک بار ختم کیجئے۔ دوبارہ پڑھ ڈالیے پھر بھی جی سیر نہ ہوگا۔ قیمت باین ہمہ صرف ۸ر علاوہ محصولڈاک

کارخانہ پیام یار بک ڈپو۔ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عبرت کی آنکھ سے

حُسن ہے بے وفا بھی فانی بھی
کاش سمجھے اسے جوانی بھی

ناپاک جذبات اور شہوانی خیالات کو روکنا اعلیٰ درجہ کی پارسائی اور بہادری ہے۔ جس شخص کا دل و خیال پاکیزہ ہے وہ ہر پہلو سے اپنی زندگی کو بہتر و برتر بنا سکتا ہے یعنی جس جری مرد کا قلب دنیا کی دل فریبیوں اور نخروں نخروں کے قابو میں نہ آئیگا۔ وہ اپنی دماغی و روحانی فضیلتوں میں شہوانی جذبات کے غلام انسان کو ہر میدان میں اپنے سے نیچا دکھائیگا۔ ایسا شخص ایک چٹان کی مانند مستقل مزاج اعالی حوصلہ، اور انسانی خوبیوں کا پتلا ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی لالچ اور نمائش کا شیدا نہیں ہوتا۔ جوالا مکھی کے پہاڑوں میں ایک دن ہم نے ایک جوان شخص کو پھول سونگھتے دیکھا۔ بڑا خوبصورت بڑا دلفریب اور خوشبودار و رنگین پھول تھا۔ جب وہ ناک کے قریب لے گیا تو درد سے بیتاب ہو کر چلا اُٹھا۔ دراصل اُس میں ایک نیش دار بھڑ چھپی بیٹھی تھی۔ جب اُس نے پھول ناک سے چھوا تھا۔ تو بھڑ نے اُس کو کاٹا۔ اور وہ چلایا۔ یار کے عاشقو! تمام دنیا کی شہوت انگیز لذات اس خوبصورت و دلفریب پھول کی طرح ہیں۔ ان سب کو دور ہی سے دیکھنا لازم ہے۔ اگر تم نے چکھنے اور سونگھنے کی خواہش کی تو سچ سمجھنا ان میں ویسی ہی زہریلی بھڑ موجود ہوگی۔

اب چھوڑ کے دنیا کے دھندے گنگا کے کنارے جاؤنگا　　اوم اوم کے دھیان میں ہو کے گن گاؤنگا ہری گن گاؤنگا
اُف جال میں مایا کے پھنس کر اب تک میں اُسے بھولے ہوا　　جو لعل ہے من کے ساگر میں گم اُس کی کھوج لگاؤنگا
ہر چند ہے فانی حسن صنم پر عاشق کو سمجھائے گا کون　　ہے جان شمع شب کی مہمان پروانے کو یہ بتلائیگا کون
بلبل جس گل پر نازاں دیکھا آخر وہ خاک ہوا　　اس دیس میں اندھے بستے ہیں اندھوں کو راہ دکھلائیگا کون
تم فانی ہو۔ میں فانی ہوں۔ یہ فانی ہے وہ فانی ہے　　تم جس کی طلب میں مرتے ہو وہ دولت آنی جانی ہے

وہ کون ہے؟ جس کی الفت میں تم عمر عزیز کو کھوتے ہو
دنیا! دنیا!! دنیا کہاں؟ اک خواب میں ایک کہانی ہے

چیف ایڈیٹر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

منزلِ مقصود

(۱)

آہ - آج تین سال گزر گئے - یہی مکان ہے - یہی باغ ہے - یہی گنگا کا کنارہ - یہی سنگِ مرمر کا حوض یہی میں ہوں اور یہی در و دیوار - مگر اب ان کیفیات سے دل متاثر نہیں ہوتا - وہ نشہ جو گنگا کے لطف انگیز تلاطم اور ہوا کے دلفریب جھونکوں سے دل پر طاری ہو جاتا تھا - اُس نشہ کے لیے اب جی ترس ترس کے رہ جاتا ہے - اب وہ دل نہیں رہا - وہ نازنین جس پر زندگی کا مدار تھا اب اِس دنیا میں نہیں ہے - موہنی نے دلفریب صورت پائی تھی - اُس کے حسن میں غضب کی تاثیر تھی - اُسے پیار کرنا مشکل تھا - وہ پرستش کرنے کے قابل تھی - اُس کے چہرہ پر ہمیشہ ایک دل آویز روحانیت کا جلوہ رہتا تھا - اُس کی آنکھیں جن میں شرم کی متانت اور پاکیزگی کا سرور تھا محبت کا سرچشمہ تھیں - اُس کی ایک ایک نگاہ - ایک ایک حرکت ایک ایک بات اُس کے دل کی پاکیزگی اور خلوص کا اثر دل پر پیدا کرتی تھی - جب وہ اپنی شرمگین نگاہوں سے میری طرف تاکتی تو اُس کی کشش اور اُس کی گرمی میرے دل میں مد و جزر کا عالم پیدا کر دیتی تھی اُس کی آنکھوں سے روحانی جذبات کی شعاعیں نکلتی تھیں - مگر اُس کے لب کلمہ محبت سے ناآشنا تھے - اُس نے کبھی کنایۃً بھی اِس اتھاہ پریم کا اظہار نہیں کیا جس کی لہروں میں وہ خود پر کاہ کی طرح بہی جاتی تھی اس کی محبت کی کوئی اتھاہ نہ تھی - وہ محبت جس کی منزل وصال ہے محبت نہیں - نفس پرستی ہے - موہنی کی وہ محبت تھی جو وصال میں بھی ہجر کے مزے لیتی ہے - مجھے خوب یاد ہے ایکبار جب اُس حوض کے کنارے چاندنی رات میں - میری گرمجوشیوں سے مخمور ہو کر اُس نے کہا تھا - آہ! وہ آواز ابھی دلپر نقش ہے "وصال محبت کا آغاز ہے انجام نہیں" - مسئلۂ الفت پر اس سے زیادہ شاندار - اس سے زیادہ وسیع خیال بھی میری نظر سے نہیں گذرا - وہ محبت جو نگاہوں سے پیدا ہوتی ہے - اور جفا رفت سے شاداب رہتی ہے وہ ہوا کے ایک جھونکے کو بھی برداشت نہیں کر سکتی - ممکن ہے کہ یہ میری خود سرائی ہو - مگر وہ محبت جو باوجود میری کمزوریوں کے موہنی کو مجھ سے تھی اُس کا ایک قطرہ بھی مجھے سرمست کرنے کے لیے کافی تھا - میرے دل میں اتنی وسعت ہی نہ تھی - مجھے حیرت ہوتی تھی کہ مجھ میں یہ کونسا وصف تھا جس نے موہنی کو جذبۂ الفت سے بیخود کر دیا تھا - جماعت حُسن اخلاق - جوہر مردانگی یہی وہ اوصاف ہیں جن پر محبت نثار ہوتی ہے - مگر میں ان میں سے ایک پر بھی ناز نہیں کر سکتا تھا - شاید میری کمزوریاں ہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُس سوزِ الفت کا باعث تھیں ۔

موہنی میں وہ ادائیں نہ تھیں جن پر رنگیلی طبیعتیں فدا ہو جایا کرتی ہیں ۔ ترچھی چتون ۔ نگاہ ناز ۔ دلاویز تبسم زبان شوخ ۔ اُنکا یہاں وجود نہ تھا ۔ مگر جس طرح چاندنی مدھم خوشگوار روشنی میں کبھی کبھی پھواریں پڑنے لگتی ہیں ۔ اُسی طرح عالم خلوص میں اُس کے چہرہ پر ایک حسرت ناک مسکراہٹ جلوہ افروز ہوتی ۔ اور آنکھیں آبگون ہو جاتیں ۔ یہ ادا نہ تھی ۔ جذبات صادق کی تصویر تھی ۔ جو میرے دل میں پاکیزہ الفت کا ہیجان پیدا کر دیتی تھی !

(۲)

شام کا وقت تھا ۔ دن اور رات باہم بغلگیر ہو رہے تھے آسمان پر متوالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور میں موہنی کے ساتھ اس حوض کے کنارے بیٹھا ہوا تھا ۔ روح افزا ہوائیں اور مخمور گھٹائیں گوشۂ دل میں سونیوالے جذبۂ الفت کو بیدار کر دیا کرتی ہیں ۔ وہ مدہوش سرمستی جو اُس وقت ہمارے دلوں پر چھائی ہوئی تھی ۔ اُس پر میں ہزاروں بیداریوں کو قربان کر سکتا ہوں ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس عالم بیخودی میں ہمارے دل بیتاب ہو کر آنکھوں سے ٹپک پڑیں گے ۔ آج موہنی کی زبان بھی ضبط کی بیڑیوں سے آزاد ہو گئی تھی ۔ اور اُس کے جذبہ لطیف میں ڈوبی ہوئی باتوں سے میری روح کو بالیدگی ہوتی تھی ۔

یکایک موہنی نے چونک کر گنگا کی طرف دیکھا ۔ ہمارے دلوں کیطرح اُس وقت گنگا بھی امڈی ہوئی تھیں ۔

اُس پُرخروش اور ناہموار سطح آب پر ایک چراغ بہتا ہوا چلا جاتا تھا ۔ اور اُس کا عکس گلفشاں تھرکتا اور ناچتا ایک دم دار ستارے کی طرح صفحۂ آب کو منور کر رہا تھا ۔ آہ ! اُس ہستی موہوم کی کیا بساط تھی ۔ کاغذ کے چند پرزے ۔ بانس کی چند تیلیاں ۔ مٹی کا ایک دیا ۔ گویا کسی نامراد کی آرزوؤں کی تربت تھی جس پر کسی غمخوار نے ترس کھا کر ایک دیا جلا دیا تھا ۔ مگر وہ ہستی بے وجود اُس اتھاہ ساگر میں اچھلتی ہوئی لہروں سے ٹکراتی ۔ گردابوں سے ہلکورے کھاتی ہیبت انگیز موجوں کو روندتی چلی جاتی تھی ۔ شاید جلدیوں نے اُس کی ضعیف ہستی پر ترس کھا کر اُسے اپنے آنچلوں میں چھپا لیا تھا ۔

جب تک وہ چراغ جھلملاتا اور ٹمٹماتا ۔ بیدرد لہروں سے ہچکولے لیتا ۔ دکھائی دیا ۔ موہنی ٹکٹکی لگائے ایک عجیب محویت کے ساتھ اُس کی طرف تاکتی رہی ۔ جب وہ دائرہ نظر سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دور نکل گیا تو وہ ایک بیتابانہ جوش سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور بولی "میں کنارے پر جا کر اس چراغ کو دیکھونگی"۔

جس طرح سے حلوائی کی صدائے خوشگوار سن کر بچہ گھر سے نکل پڑتا ہے۔ اور پر اشتیاق نگاہوں سے دیکھتا اور بے صبر آواز دل سے پکارتا اُس خوان نعمت کی طرف دوڑتا ہے اُسی جوش اور اشتیاق کے ساتھ موہنی ندی کے کنارے چلی۔

باغ سے ندی تک سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ہم دونوں تیزی کے ساتھ نیچے اُترے اور کنارے پہنچتے ہی موہنی نے فرط مسرت سے اُچھل کر زور سے کہا "ابھی ہے! ابھی ہے! دیکھو وہ نکل گیا"۔ وہ معصومانہ جوش اور انتشار انگیز بے صبری جو موہنی کے چہرہ پر اُس وقت نمایاں تھے مجھے کبھی نہ بھولینگی۔ میرے دل میں سوال پیدا ہوا۔ اس چراغ سے اِس قدر تعلق خاطر۔ اِس قدر وجد کیوں؟ مجھ جیسا شاعرانہ حس سے عاری شخص اس معمے کو مطلق نہ سمجھ سکا۔

میرے دل میں وسوسے پیدا ہوئے۔ اندھیری رات ہے۔ گھٹائیں اُمڈی ہوئی۔ دریا طغیانی پر۔ ہوا تند۔ یہاں اس وقت ٹھہرنا مصلحت نہیں۔ مگر موہنی! وہ پُر شوق بھولے پن کی تصویر اُسی چراغ کی طرف آنکھیں لگائے خاموش کھڑی تھی۔ اور وہ چراغ ناشاد جوں کا توں ہلتا مچلتا چلا جاتا تھا نہ جانے کہاں کس دیس کو!

مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ چراغ پھر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ موہنی نے حسرتناک لہجہ میں پوچھا کیا بجھ گیا ہوگا؟

اور قبل اس کے کہ میں کچھ جواب دوں وہ اِس کشتی کے قریب چلی گئی جس پر ہم بیٹھ کر کبھی کبھی دریا کی سیر کیا کرتے تھے اور پیار سے میرے گلے لپٹ کر بولی میں اُس چراغ کو دیکھنے جاؤں گی میں دیکھوں گی کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ کس دیس کو؟

یہ کہتے کہتے موہنی نے کشتی کی رسّی کھول لی جس طرح درختوں کی ڈالیاں طوفان کے جھونکوں سے جھکولے کھاتی ہیں۔ اُسی طرح اُس وقت یہ کشتی ڈانواں ڈول ہو رہی تھی۔ دریا کی وہ مہیب وسعت موجوں کی وہ ڈراونی چھلانگیں۔ پانی کی وہ پر شورش صدا، اُس ہولناک تاریکی میں اُس کشتی کا بیڑا کیونکر پار ہوگا۔ میرا دل بیٹھ گیا، کیا اُس نامراد کی تلاش میں یہ کشتی بھی ڈوبے گی۔ مگر موہنی کا دل اُس وقت اُس کے بس میں نہ تھا۔ اُس چراغ کی طرح اُس کا دل بھی جذبات کے وسیع متلاطم پُر شور دریا میں بہا جا رہا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہم کشتی میں بیٹھ گئے اور کشتی لہروں پر جھکولے کی طرح جھولتی چلی۔ آہ! کیسا ہولناک منظر تھا۔ متوالی گھٹائیں جھکتی چلی آتی تھیں گویا دریا سے گلے ملیں گی۔ اور وہ دریا نے سیاہ یوں اٹھتا تھا گویا بادلوں کو چھوئے گا۔ دہشت سے آنکھیں مندی جاتی تھیں۔ ہم تیزی کیساتھ اچھلتے کراروں کے گرنے کی آوازیں سُنتے سیاہ درختوں کا جھومنا دیکھتے چلے جاتے تھے۔ آبادی پیچھے چھوٹ گئی۔ دیوتاؤں کی بستی سے بھی آگے نکل گئے۔ یکایک موہنی چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔ "ابھی ہے! ابھی ہے! دیکھو بہا جا رہا ہے"۔ آنکھ اٹھا کر دیکھا وہ چراغ یوں کانوں ہلتا جلتا چلا جاتا تھا۔

(۳)

اُس چراغ کو دیکھتے ہم بہت دور نکل گئے۔ موہنی نے یہ راگ الاپنا شروع کیا۔

(میں ساجن سے ملن چلی)

کیسا دل سوز نغمہ تھا۔ اور کیسی پُر درد رسیلی آواز۔ جذبہ اور رقت میں ڈوبی ہوئی۔ نغمہ دلکشی میں تخیلات کو بیدار کرنے کی زبردست قوت ہوتی ہے۔ وہ انسان کو عالمِ موجودات سے اُٹھا کر عالمِ خیال میں پہنچا دیتا ہے۔ میرے نگاہِ خیال میں اُس وقت ندی کی پُر شور لہریں۔ لبِ ساحل کی جھومتی ہوئی ڈالیاں سنسناتی ہوئی ہوا سب متشکل نظر آتی تھیں۔ اور سب کی سب تیزی سے قدم اُٹھائے چلی جاتی تھیں۔ اپنے ساجن سے ملنے کے لئے اشتیاق اور اُلفت سے جھومتی ہوئی ایک نازنین کی دھندھلی، خوابی تصویر، ہوا میں، لہروں میں، درختوں کے جھرمٹ میں محوِ خرام نظر آتی تھی۔ اور وہ جاتی تھی۔ ساجن سے ملنے کے لئے۔ اِس نغمہ نے سارے منظر پہ اشتیاق کا جادو پھونک دیا۔

میں ساجن سے ملن چلی

ساجن بست کونسی نگری۔ میں بوری نہ جانوں۔ نا مجھے آس ملن کی اُس سے ایسی پیت بھلی

میں ساجن سے ملن چلی

موہنی خاموش ہوئی تو چاروں طرف سنّاٹا چھایا ہوا تھا۔ اور اُس سنّاٹے میں ایک بہت مدہم۔ رسیلی، خواب انگیز آواز۔ اُفق کے اُس پار سے۔ یا دریا کے نیچے سے یا ہوا کے جھونکوں کے ساتھ آتی ہوئی گوشِ خیال میں سنائی دیتی تھی۔

میں ساجن [illegible] چلی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میں اس نغمہ سے اِسقدر متاثر ہوا کہ ذرا دیر کے لئے مجھے خیال نہ رہا۔ کہ کہاں ہوں۔ اور کہاں جا رہا ہوں۔ دل و دماغ میں وہی راگ گونج رہا تھا۔ دفعتاً موہنی نے کہا" اُس چراغ کو دیکھو"۔

میں نے چراغ کی طرف دیکھا۔ اُس کی روشنی ماند ہو گئی تھی اور مایہ زندگی ختم ہو چلا تھا۔ آخر وہ ایک دفعہ ذرا بھبکا۔ اور گل ہو گیا۔ جس طرح پانی کی بوند دریا میں گر کر غائب ہو جاتی ہے اُسی طرح تاریکی کی وسعت میں اُس چراغ کی ہستی غائب ہو گئی۔ موہنی نے آہستہ سے کہا "اب نہیں دکھائی دیتا۔ بجھ گیا"۔

یہ کہہ کر اُس نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ جذباتِ درد اُٹھ آئے۔ رقت سے گلا پھنس گیا۔ زبان سے صرف اتنا نکلا" کیا یہی اُس کا منزل مقصود تھا؟" اور آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

میری آنکھوں کے سامنے پردہ سا ہٹ گیا۔ موہنی کی بیچینی اور اشتیاق، بے صبری اور افسردگی کا راز سمجھ گیا۔ اور بے اختیار میری آنکھوں سے بھی آنسو کے چند قطرے ٹپک پڑے۔ کیا اُس پر شور، پرخطر، طوفانی سفر کا یہی منزل مقصود تھا؟!۔

(۴)

دوسرے دن موہنی اُٹھی تو اُس کا چہرہ زرد تھا۔ اُسے رات بھر نیند نہیں آئی تھی وہ طبعاً شاعرانہ جذبات کی عورت تھی۔ رات کے اس واقعہ نے اُس کی درد مند، ذکی الحس طبیعت پر بہت اثر پیدا کیا تھا۔ ہنسی اُس کے ہونٹوں پر یونہی بہت کم آتی تھی۔ ہاں چہرہ شگفتہ رہتا تھا آج سے وہ شگفتگی بھی رخصت ہوئی۔ ہر دم چہرہ پر ایک حسرت سی چھائی رہتی اور باتیں جگر خراش رقت آمیز ہوتی تھیں۔ میں اُس کے دل کو ان خیالات سے دور رکھنے کے لئے کئی بار ظرافت آمیز قصے لایا، مگر انہیں اُس نے کھول کر بھی نہ دیکھا۔ ہاں جب میں گھر پر نہ ہوتا تو وہ شاعری کی تصنیفیں دیکھا کرتی مگر اس لئے نہیں کہ اُس کے پڑھنے سے کوئی لطف حاصل ہوتا تھا بلکہ اس لئے کہ اُسے رونے کے لئے کوئی خیال مل جاتا تھا۔ اور وہ اشعار جو اس زمانہ میں اُس نے کہے سوز و گداز کے نغمے ہیں۔ کون ایسا بشر ہے جو انہیں پڑھ کر اپنے آنسو روک لیگا۔ وہ کبھی کبھی ایسے اشعار مجھے سناتی اور جب میں لذت درد سے وجد میں آکر داد دیتا تو مجھے اُس کی آنکھوں میں روحانی مسرت کا نقشہ نظر آتا تھا۔ ظرافت اور رنگینی ممکن ہے بعض طبیعتوں پر اثر پیدا کر سکیگی مگر درد بھرا دل ہمیشہ درد کے جذبات سے پگھل نہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جائے گا۔

ایک روز ہم دونوں ابھی باغ کی سیر کر رہے تھے۔ شام کا وقت تھا۔ اور چیت کا مہینہ۔ موہنی کی طبیعت آج شگفتہ تھی۔ بہت دنوں کے بعد آج اُس کے لبوں پر مسکراہٹ کی جھلک دکھائی دی تھی۔ جب شام ہوگئی اور پورنماشی کا چاند گنگا کی گود سے نکل کر اوپر اُٹھا۔ تو ہم اُسی حوض کے کنارے بیٹھ گئے۔ یہ مولسریوں کی قطار اور یہ حوض موہنی کی یادگاریں ہیں چاندنی میں بساط آئی اور چوپڑ ہونے لگی۔ آج طبیعت کی فرحت نے اُس کے حسن صبیح کو چمکا دیا تھا۔ اور اُس کی دل آویز شرارتیں مجھے مخمور کئے دیتی تھیں۔ میں کئی بازیاں کھیلا اور ہر بار ہارا ہارنے میں جو لطف تھا وہ جیتنے میں کہاں۔ سرخوش رہنے میں جو لطف ہے وہ چھکنے۔ اور متوالے ہونے میں نہیں۔

چاندنی خوب چھٹکی ہوئی تھی۔ یکایک موہنی نے گنگا کی طرف دیکھا اور مجھ سے بولی "وہ اُس پار کیسی روشنی نظر آرہی ہے" میں نے بھی نگاہ دوڑائی۔ چتا کی آگ روشن تھی۔ لیکن میں نے ٹال کر کہا۔ ملاح کھانا پکا رہے ہیں۔

موہنی کو یقین نہ آیا۔ اُس کے چہرہ پر ایک حسرتناک مسکراہٹ دکھائی دی۔ اور آنکھیں آبگوں ہوگئیں۔ ایسے دل خراش نظارے اُس کے ذکی الحس اور درد مند دل پر وہی اثر پیدا کرتے تھے۔ جو لو کی لپٹ پھولوں کے ساتھ کرتی ہے۔

تھوڑی دیر تک وہ خاموش بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔ پھر غمناک لہجہ میں بولی۔

"منزل مقصود پر پہونچ گیا!"

"پریم چند"

بال اڑانیکا خوشبودار پوڈر اس کے چند منٹ کے لیپ سے بال بالکل اُڑ جاتے ہیں۔ نہ جلن نہ سوزش بلکہ جگہ نسبتاً ملائم نکل آتی ہے۔ نازک سے نازک جگہ پر اس کا استعمال کیجئے۔ چہرہ صاف اور بالکل کھونٹی تک ندارد۔ آپ نے سینکڑوں پوڈر استعمال کئے ہونگے۔ لیکن ایسا نہ ملا ہوگا
قیمت فی پیکٹ ۸/

دانتوں کا خوشبودار منجن ۔ اس منجن کے استعمال سے دانتوں کی درد۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ اور خون کا آنا۔ دانتوں کا ہلنا جملہ امراض رفع ہوجاتے ہیں۔ منہ سے بدبو دور ہو کر دانت صاف چمکدار مضبوط ہوجاتے ہیں قیمت فی پیکٹ ۱۲/ ملنے کا پتہ۔
شیام مارکنگ ڈپو۔ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

فخر الشعرا

اُنس اپنے میں کہیں پایا نہ بیگانے میں تھا
کیا لکھا ہی؟ سارا عالم ایک پیمانے میں تھا

شیخ کو جو پارسا کہتا ہے اسکو کیا کہوں
میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا وہ میخانے میں تھا

اللہ اللہ بخاک میں سنتے ہی یہ پائے ثمر
لو خدا کی شان پھل بھی بھول ہی دانے میں تھا

آغا شاعر دہلوی

ماتا ہری

جرمن جاسوس کا خوفناک انجام

گذشتہ جنگ عظیم جس قدر حیرت انگیز ایجادیں دنیا کے سامنے آئیں۔ اُن میں جرمن محکمہ جاسوسی کے انکشافات بھی عجیب و غریب مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں ماتا ہری نامی ایک مشرق نژاد عورت کے کارنامے بھی اس درجہ حیرت انگیز واقع ہوئے ہیں کہ دنیا کو دنگ کردیا۔ یہ خوفناک عورت باپ کی طرف سے ڈچ خون اور ماں کی طرف سے ایک جاپانی سرشت اپنی ہستی میں شامل رکھتی تھی۔ جو آخر کار فرانس کے محکمہ جاسوسی کی طرف سے مشکوک ہو کر گرفتار ہوئی۔ اور جرمن سپاہی ہونے کے جرم میں فوجی قانون کے موافق گولیوں کا نشانہ بنائی گئی۔

یہ دلیر اور نہایت ہی چالاک۔ خاموش کام کرنے والی عورت چودہ[14] برس کی عمر میں ایک انگریز آفیسر سے بیاہی گئی۔ جہاں اُس نے اہل مغرب کے تمام ضوابط۔ حرکات و سکنات پر اُسی طرح عبور کرلیا جسطرح وہ مشرقی رسم و رواج پر حاکم تھی۔

ماتا ہری نے باپ کی طرف سے نہایت خاموش استقلال ہمت۔ اور کام کرنے کا خاص طریقہ حاصل کیا تھا۔ اور ماں کی طرف سے۔ چالاکی سیاسی توڑ جوڑ اور فن فریب میں پوری دستگاہ پائی تھی۔ یہ خوفناک مخلوق چھوٹی ہی عمر میں ملکوں ملکوں کے سفر سے۔ ہر مقام کے رسم و رواج سے پوری طرح واقف ہوگئی تھی۔ اُس نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حسنِ صورت میں کافی حصہ پایا تھا۔ گانے ناچنے میں بھی مشاق تھی۔ اور انسانی دلوں کو کھینچنے میں کمال رکھتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ننھی سی عمر میں اس کی ماں نے اسے برہما میں بودھ کے مندر میں بھینٹ چڑھا دیا تھا۔ جہاں اس نے رام جنی بنکر گانے ناچنے کی تعلیم حاصل کی۔ ایسے میں اس نے ناز و انداز اور مشرقی دلاویزیاں سیکھیں جن سے ہر انسان کا دل لبھا لینے کا گر اسے بدرجہ اتم آگیا۔

اس کی زندگی میں دوسرا انقلاب۔ اس کی وہ شادی ہوئی۔ جو ایک انگریز افسر سے ہوئی اور جس نے اس کا والہ و شیدا ہو کر اسے اپنی قسمت کا شریک بنایا۔ مندر کی قید سے نکل جانا کوئی تعجب خیز بات نہ تھی۔ کیونکہ ہر ایسی عورت کو اپنی آزادی کی کوشش کرنی چاہیے مگر ماتاہری کا وہ دلا ہونا اور وہاں سے نکلنا محض ترقی کرنے کا شوق تھا۔ چونکہ انگریزی آفیسر کی مصاحبت میں بھی اس کو یہی دھن لگی ہوئی تھی اس لئے وہ وہاں بھی نہ ٹکی۔ اور ایک دن وہ بلا اطلاع شوہر معہ دو بچوں کے وہاں سے بھی نکل کھڑی ہوئی اور سیدھی ہالینڈ جا پہنچی۔ بشدہ شدہ اسے وہاں سے پیرس کی رنگ رلیوں نے کھینچ لیا اور بس یہی مقام تھا۔ ماتاہری جیسی حسینہ جمیلہ رقاصہ کیلئے اپنے دلی جذبات کی تکمیل کا۔ چنانچہ روپیہ کی ضرورتوں نے اسے ناچ رنگ کی صحبتوں میں مشغول کیا۔ عمدہ لباس۔ گرانمایہ نفائس اور اعلیٰ رہائش کے شوق نے اسے اپنے فن میں کامل کر دیا۔ اور بس رفتہ رفتہ ایک تھیٹر میں اس کو آخر ایک جرمن آفیسر سے ملا دیا۔ جس کی وساطت سے اس نے جرمن جاسوسی بھی اختیار کر لی۔ اور اسی کی خدمات انجام دیتے ہوئے وہ اپنے کردار کو پہنچی پیرس میں وہ اسی افیسر کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی تھی۔ جہاں وہ ایک آراستہ و پیراستہ محل میں رہتی تھی۔ جس کے در و دیوار پر رات دن خوشبوؤں کی جھڑیاں لگی رہتی تھیں لیکن جونہی کہ لڑائی چھڑی۔ اسے حکماً فوراً اپنا عیش و آرام چھوڑ دینا پڑا۔ اور ایک جرمن سپاہی (جاسوس) کی خدمت پر مامور ہو گئی۔ اول اول تو وہ تمام یورپ میں بہایت فراغت سے گشت لگاتی پھری۔ چنانچہ ۱۹۱۵ء میں وہ میڈرڈ (پرتگال) کے ایک تھیٹر میں مہینوں نام آوریاں پیدا کرتی رہی اور وہیں اس پر پہلے پہل جاسوسی کا شبہ بھی کیا گیا۔ اور یہ گویا پہلا تیر تھا جس نے انگریزی اور فرانسیسی گورنمنٹ کے خفیہ ترکش سے نکل کر اسے نشانہ بنا لیا۔ ابھی شبہ کا سلسلہ بڑھ ہی رہا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دم انگریزی خفیہ پولیس کی شاخ کو مطلع کیا گیا۔ اور جو ہیں کہ رقاصہ ایک جہاز پر اپنی نشست کا انتظام کر کے سوار ہوئی۔ انگریزی محکمہ جاسوسی نے اُسے فوراً گرفتار کر کے لنڈن بھیج دیا۔ تاکہ تلاشی لی جائے۔ مگر اِس دفعہ اُس کے پاس سے کوئی ثبوت برآمد نہ ہو سکا۔ غالباً اُس کی یہ وجہ ہو کہ ماتاہری بیشتر محض یادداشت پر کام کرتی تھی۔ اور حتی الامکان کوئی کاغذ پتر اپنے پاس نہیں رکھتی تھی۔ یہ اُس کے لئے تفاخر کا مقام تھا کہ وہ پہلی دفعہ شبہ سے بچ گئی۔ جس کو اُس نے خود مانا۔ اور بڑے فخر سے کہا کہ میں اگر جاسوس بھی ہوں تو۔ اوہ پیارے فرانس کے لئے۔ بہرحال اُسے اِس دفعہ چھوڑ تو دیا لیکن باوجود عدم ثبوت کے بھی حکومتوں کو اس پر اِس قدر شبہ تھا کہ اُسے قدغن کر دیا گیا۔ کہ آئندہ کے لئے پھونک پھونک کر قدم رکھنا۔ ورنہ تم موت کے پنجے میں ہو۔ خبردار اب تم واپس جاؤ اور اسپین میں قیام کرو۔ اور پھر کہیں باہر نہ نکلنا۔

کمبختی کی مار ماتاہری جاںنہار نے اپنی چالاکیوں کے زعم میں حکومتوں کی اِس چشم پوشی کی ذرہ بھی پرواہ نہ کی۔ اور اِس اطلاع کو کچھ بھی نہ گردانا اور پھر سنانت دلیری سے اپنے ہتھکنڈوں میں مصروف ہو گئی۔ موت اُس کے سر پر کھیل رہی تھی۔ چند ہی دن میں اُس نے پھر فرانس کی سرحد کو عبور کیا۔ اور اسپین سے سوئٹزرلینڈ جانا چاہا۔ بس یہیں وہ گرفتار کر لی گئی۔ پیرس لائی گئی اور اِس دفعہ وہ خفیہ کاغذات بھی اُس کے پاس سے برآمد کر لئے گئے جن کی رُو سے اُس کی پہلی ہوئی جرم ثابت ہؤا اور وہ گولیوں کی باڑ سے اُڑا دی گئی۔

جس وقت یہ دلیر عورت گولیوں کا نشانہ بنائی گئی۔ اُس وقت وہ ایک ہلکے گون میں تھی اور بڑے سفید دستانے سے اپنے قاتلوں کو خدا حافظ کا اشارہ کر رہی تھی۔ کہ نشانہ ٹھیک ہدف پر بیٹھا اور ماتاہری گر کر تمام ہو گئی۔

(ماخوذ از لنڈن ریویو)

پتھر ہضم چورن

یہ چورن جڑی بوٹیوں کے اجزا سے بڑی محنت سے تیار کرایا جاتا ہے۔ جو مفصلہ ذیل بیماریوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ کھٹے ڈکاروں کا آنا۔ پیٹ درد۔ بادگولہ۔ سول۔ بھوک نہ لگنا۔ غرضیکہ ہر قسم کی بدہضمی کو دور کر دیتا ہے۔ اور قبض بھی نہیں ہونے دیتا۔ اِس میں خاص طاقت فولاد کی پیدا کی گئی ہے۔ اِس لئے قوت باہ کو بھی کم ہونے سے بچاتا اور دل کو طاقت دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں عہ۔ خورد ۸/

سپرنٹنڈنٹ بدام بارنگ ڈپو۔ لاہور۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مُردہ رُوحوں سے بات چیت کرنیکا بہترین ذریعہ

وہ رفتگانِ خاک کہ جن کی تمام عُمر خالی محبتوں سے کوئی بات ہی نہ تھی
ایسے گئے کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا۔
گویا کبھی کسی سے ملاقات ہی نہ تھی

مسٹر ولیم کاکس اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ مجھے دیکھ کر وہ بدنصیب عورت جسے خاوند کی موت نے نیم جان کر دیا تھا گڑگڑا کر بولی "مجھے میرے مرحوم شوہر سے ملا دو۔ صرف ایک دفعہ میں اُس سے چند باتیں کرونگی۔ اور پھر بخوشی اپنی جان عزیز جان آفرین کے حوالے کر دوں گی۔ سنا ہے تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جن سے مردہ روحوں سے ملاقات ہو سکتی ہے ....." اور میں نے اُس کے شوہر کی روح کو پلانچٹ پر بلا کر اُس سے بات چیت کرائی"۔

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے "..... اُس بوڑھی عورت کا صرف ایک ہی لڑکا تھا۔ برانٹ ایڈمس نام۔ وہی اُس کے گھر کا چراغ وہی اُس کا نور نظر کوئی ۲۰ سال کی عمر ہوگی۔ بیٹا کما کر لاتا ماں کھاتی تھی۔ اچانک ہمارے محلہ میں انفلوانزا پھیلا اور ایک ہی رات بیمار رہ کر غریب چل بسا۔ مرنے سے کچھ دیر پہلے مرحوم کی زبان بند ہو گئی تھی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مگر بول نہیں سکتا تھا۔ اُس کی وفات کے بعد ایک دن مصیبت کی ماری ماں میرے مکان پر آئی اور کہنے لگی "تم بڑے عجیب و غریب اور فوق الفطرت آدمی ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ میرا بیٹا کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مگر نہ کہہ سکا سنتی ہوں کہ تمہارے پاس کوئی آلہ ہے جس کی بدولت میں اُس کی روح سے باتیں کر سکتی ہوں۔ اگر تم میرا یہ کام کر دوگے تو مرتے دم تک تمہارا احسان نہ بھولوں گی ....." اور میں نے اُس کے بیٹے سے اُس کی بات چیت کرائی"۔

اِس کتاب میں ایک اور جگہ لکھا ہے "اُس دن میں اپنے کمرے میں بیٹھا کسی کتاب کے مطالعہ میں محو تھا کہ اچانک ٹیلیفون پر کسی نے میرا نام لیکر پکارا۔ میں نے آلہ ٹیلیفون کو کان سے لگا کر پوچھا "کون ہے"! ... "کیا ولیم کاکس آپ ہی ہیں؟" ..... "ہاں"۔ میں نے جواب دیا "سنا ہے آپ کے پاس پلانچٹ نام کا ایک آلہ ہے۔ جس کی مدد سے مردہ روحوں سے ملاقات ہو سکتی ہے"۔ ... "آپ کا اِس سے کیا مطلب ہے"؟ میں نے پوچھا "میری والدہ مرحومہ جن کو مرے ہوئے آج عرصہ ایک سال کا ہوگا کچھ زیورات اور نقدی زمین میں گاڑ گئی تھیں۔ لیکن مرتے وقت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

چونکہ میں اُن کے پاس موجود نہ تھا۔ اِس وجہ سے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ نقدی کہاں ہے۔ آپ میری ماں کی رُوح کو بلا کر یہ بات دریافت کر دیجئے گا۔ تو بڑا احسان مند ہونگا۔ میں خود ایک گھنٹہ تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں"۔ چنانچہ ایک گھنٹہ کے بعد وہ شخص میرے پاس آیا۔ اور میں نے اُس کی ماں کو پلانچٹ پر بُلا کر مدفونہ زیورات و نقدی کا پتہ لگا دیا۔

پلانچٹ کیا ہے

پلانچٹ ایک آلہ ہے۔ بیسویں صدی کی بہترین ایجاد۔ جس کی مدد سے۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔ عورت ہو یا مرد۔ چاہے کوئی ہو بلا کسی دقت کے نہ صرف اپنے مرحوم عزیز کی روح سے بات چیت کر سکتا بلکہ دوسری متبرک و غیر متبرک روحوں کو بلا کر اُن سے ملکِ عدم کی خبریں بھی پوچھ سکتا ہے۔ پچھلے دنوں لنڈن ٹائمز میں شایع ہوا تھا کہ زمانہ حال کے مشہور سائنس دان ایڈیسن نے آلۂ بے تار کے تار رسانی کے اصول پر ایک ایسی ایجاد کی ہے۔ جس کی بدولت مرحوم رشتہ داروں کی روحوں سے بات چیت اور تبادلۂ خیالات کرنے میں آسانیاں ہو جائینگی۔ جس طرح کہ Wireless Telegraph میں برقی لہریں کام کرتی ہیں۔ اُس طرح ایڈیسن کی اِس جدید ایجاد میں خیال کی لہروں سے کام لیا جائیگا"۔ معلوم نہیں ایڈیسن کی یہ نئی ایجاد کیسی ہوگی۔ لیکن قیاس کہتا ہے کہ وہ پلانچٹ سے ضرور مشابہ ہوگی۔

پلانچٹ کے تجربات

میرٹھ کے بابو کاشی پرشاد ورما۔ بی۔ ایس۔ سی نے اپنے تجربات اس طرح بیان کئے ہیں۔ لکھتے ہیں: "میں روحوں کی ہستی کا پہلے ہی معتقد تھا۔ لیکن پلانچٹ کو فضول اور اُس کی تعریفات کو بالکل لغو سمجھا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ پلانچٹ منگوائی۔ شوقیہ ہی ایک مرتبہ اکیلا اُس پر بیٹھا صرف لکیریں سی کھینچ گئیں۔ واہیات سمجھ کر چھوڑ دیا۔ ان گرمی کی چھٹیوں میں ایک عزیز کے ہمراہ رہنے کا اتفاق ہو گیا۔ اُنہیں بھی ایسی باتوں کا شوق تھا۔ لیکن اکیلے ہونے کی وجہ سے خاموش پڑے رہتے تھے۔ لیکن میں نے انہیں پلانچٹ کی رغبت دلائی اور ... تاریخ سے ہم ...

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پندرہ منٹ روز پلانچٹ پر خرچ کرنے لگے۔ دو تین روز صرف لکیریں سی بنیں۔ پھر کچھ کچھ حروف کی مشابہت سی معلوم ہونے لگی۔ اُس روز کے بعد حروف زیادہ صاف ہوتے گئے یہاں تک کہ ایک ہفتہ بعد بالکل صاف لکھا جانے لگا۔ اتنا صاف اور عمدہ ہم دونوں میں سے کوئی ویسے بھی نہ لکھ سکتا تھا۔ پڑھنے میں کوئی دقت نہ ہوتی تھی۔ جیسا خیال کرتے ہیں کہ اپنی ہی قوتِ ارادی سے یا دل میں جو خیالات ہوں وہی پلانچٹ پر لکھے جاتے ہیں۔ ہم نے بھی ایسا ہی خیال کیا لیکن اُس کی آزمائش سے معلوم ہوا کہ دراصل یہ بات نہیں ہے۔ اکثر باتیں جو ہمیں بلکہ کمرے میں جتنے آدمی ہوتے تھے کسی کو بھی معلوم نہ ہوتی تھیں۔ اور خود بخود بغیر خیال لکھی جاتی تھیں۔ ہمیں اُن کا قطعی خیال نہ ہوتا تھا۔ لیکن بعد میں صحیح تحقیق ہوتی تھیں۔ اکثر شخص جنہیں ہم دوسرے ناموں سے جانتے تھے کوئی اور نام لکھ گئے۔ اور بعد میں معلوم ہوا کہ اُن کا اصل نام وہی تھا۔ کئی مرتبہ ہم نے پوری طاقت سے قوتِ ارادی ڈالی اور خیال کہ یہ باتیں لکھی جائیں۔ اسی طرح جو تجربے ممکن تھے سب ہی کر ڈالے۔ اور یہی نتیجہ نکلا۔ کہ ہماری قوتِ خیالی کے علاوہ کوئی دوسری ہی چیز ہے۔ جو لکھتی ہے۔ ہم لوگ انگریزی۔ فارسی۔ ہندی۔ بنگلہ۔ سنسکرت۔ گورمکھی وغیرہ سب ہی لکھ سکتے تھے اور ان سب حرفوں اور ناموں میں لکھنے کی کوشش کی اور قوتِ ارادی سے کافی کام لیا۔ لیکن روح صرف انہی زبانوں میں لکھتی تھی جن سے وہ اپنی زندگی میں واقف تھی۔ غیر تعلیم یافتہ اشخاص صرف اشاروں سے ہی بات چیت کر سکے۔

لیکن سب سے عجیب ایک اور مشاہدہ ہوا۔ میری والدہ پلانچٹ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اتفاقاً انہیں پلانچٹ کے پیچھے ایک روشنی سی نظر آئی۔ انہوں نے غور سے دیکھنا شروع کیا۔ اور اُس روشنی میں اُس متوفی عزیز کی شکل کو صاف دیکھا۔ جس سے اُس وقت گفتگو کر رہے تھے۔ اور پہچان لیا۔ پھر ہم بھی دیکھنے لگے۔ غور کرنے پر ہم بھی اشکال صاف دیکھنے لگ گئے۔ پلانچٹ کے نیچے پنسل کے پاس۔ کبھی دونوں پہیوں کے درمیان میں روپیہ کے برابر گول شکل کا ایک سیاہ عکس ہاتھوں اور بیٹھنے والوں کے عکس کے علاوہ پڑتا ہے۔ جب کبھی کوئی روح نہیں موجود ہوتی۔ اُس وقت یہ عکس نہیں ہوتا۔ اس عکس میں ایک روشنی سی نظر آتی ہے۔ روشنی میں بغور دیکھنے سے روح بیٹھی یا کھڑی صاف دکھائی دیتی ہے۔ ایک بہت چھوٹی سی شکل جس نے ایک ہاتھ سے پلانچٹ کی پنسل پکڑی ہوئی ہو۔ کتنے ہی آدمیوں کو ہم نے دوران زندگی میں دیکھا نہ تھا۔ اُن کی یہ شکل دیکھ کر اُن کی فوٹو منگائی۔ بالکل ہو بہو اُسی شکل کے مشابہ پائی گئی۔ فرق یہ تھا۔ کہ اکثر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آدمی اس شکل میں دیکھے جو کہ مرتے وقت اُن کی تھی۔ اور بعض حالانکہ بہت بیمار فوت ہو گئے تھے بالکل جوان اور تندرست دیکھے اور اکثر جو کہ جوان تندرست اِس دارِ فانی سے گئے تھے۔ کچھ کمزور اور بیمار سے نظر آئے سب کسی نہ کسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اِس سے پلانچٹ میں ارواح کی موجودگی کا اور زیادہ یقین ہو گیا۔ ایک دوسری بات یہ دیکھی کہ پلانچٹ سے مختلف ارواح کی تحریر مختلف ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے نہیں ملتی۔ اور یہ تحریر اُس شخص کی زندگی کی تحریر سے بہت کچھ مشابہ ہوتی ہے۔ دستخط بھی ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے وہ زندگی میں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک رُوح جیسا لکھ جاتی ہے۔ پھر جب کبھی بھی آتی ہے اُس کی تحریر پہلی تحریر سے مشابہ ہوتی ہے۔ نیچے درجہ کے آدمیوں کی روحیں بہت جلد آجاتی ہیں۔ متوسط درجہ کے آدمیوں کی ذرا دیر میں اور بزرگ مہاتماؤں کی ارواح بہت دیر میں تشریف لاتی ہیں۔ مسئلہ تناسخ کی صداقت ان سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ کتنی روحیں جو کہ پہلے آتی تھیں۔ یکایک انہوں نے آنا بند کر دیا۔ دوسری روحوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُن کا دنیا میں جنم ہو گیا ہے۔ کئی ارواح کہہ گئیں کہ اُن کا زمانہ اِس دنیا میں قریب الاختتام ہے اور چند روز بعد وہ نہ آئیں۔ اور معلوم ہوا کہ اُن کا جنم ہو گیا۔ میری رائے میں تو روحوں سے گفتگو کرنے کا سب سے آسان طریقہ پلانچٹ ہے۔"

"سیلانی"

گورے اور خوبصورت بننے کی دوا

اِس کے چند روزہ استعمال سے چہرہ کی آب و تاب۔ اور رنگ و روغن چمک اُٹھتا ہے چہرہ صاف مخمل سا نرم گلاب کی پتی کی مانند خوبصورت نکل آتا ہے۔ اِس کے استعمال سے چہرہ کے داغ دھبے۔ کیل۔ مہاسے۔ جھائیاں۔ پھوڑے۔ پھنسیاں۔ خشکی اور کالی رنگت وغیرہ دور کر کے خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ آج کل یہ دوائی بکثرت استعمال کی جاتی ہے۔ اکثر نوابوں راجاؤں اور امیروں نے اسے نہایت ہی پسند کیا ہے۔ بلحاظ خوبصورتی خوشبودار فوائد کے اپنی نظیر آپ ہے۔ آج کل اگرچہ اور اشتہاری بھی ابٹن بنا کر فروخت کر رہے ہیں۔ مگر اس کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ خوشبو ایسی کہ روح کو معطر کر دے۔ آپ ایک دفعہ آزما کر ضرور ہماری صداقت کی داد دیں۔

قیمت فی بکس ۱۲/

سپرنٹنڈنٹ کارخانہ پیام یار بک ڈپو لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گدھا

بنکم بابو کے ایک بنگالی مضمون کا عکس لطیف

گدھے مہاراج! میری لائی ہوئی یہ نئی گھاس نوش جان فرمائیے۔ ہمالہ پربت کے ایسے ایسے جنگلوں سے جہاں کسی انسان کا جانا نہیں ہوتا۔ یہ تازے پانی سے سینچی ہوئی گھاس کے اگلے نرم نرم حصے بڑی کوشش سے لے آیا ہوں۔ آپ اپنے مکھ منڈل میں انہیں ڈال کر تنکوں کو مکتی دینے والے دانتوں سے کترنے کی دیا کیجئے۔

اے نیک بخت! آپ کی پوجا کرنے کی خواہش ہوئی تھی۔ کیونکہ آپ ہی سب جگہ براجمان ہیں۔ اس لئے اے سرد دیا پک! میری پوجا قبول کیجئے۔

میں قابل پرستش ہستی کی تلاش میں ساری دنیا گھوم آیا۔ لیکن سب جگہ آپ کو ہی پایا۔ سب آپ کی ہی پوجا کرتے ہیں۔ اس لئے لمبے کانوں والے! میری پوجا کو شرف قبولیت بخشئے۔

گدھے جی! کون کہتا ہے؟ کہ آپ کے پاؤں چھوٹے ہیں۔ یہاں، وہاں، چاروں طرف آپ کے ہی بڑے بڑے پاؤں تو دکھائی دیتے ہیں۔ آپ اونچے آسن پر بیٹھ کر گھاس کے لمبے لمبے تنکے چکھتے ہیں۔ اور خوشامدی آپ کو گھیر کر آپ کے کانوں کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ ہی سوچ کے تخت پر بیٹھ کر اپنے دونوں لمبے لمبے کان اِدھر اُدھر گھماتے ہیں۔ ان کی اتھاہ غاروں کو دیکھ کر "چیل" نام والے شاعر کئی قسم کی تعریف کا میٹھا میٹھا رس اُن میں ڈالتے ہیں۔ اُس وقت کانوں کے سکھ سے آپ مست ہو کر اونگھنے لگتے ہیں۔

اے لمبی تھوتھنی والے! اُس وقت آپ اس تعریف کے رس سے مست ہو کر رحم مجسم بن جاتے ہیں۔ اور موہن کی جمع پونجی سوہن کو، اور سوہن کا سرمایہ روہن کو دے ڈالتے ہیں۔ آپ کی رحمت کا کچھ ٹھکانا نہیں۔

اے جانوروں کے گھر کی شوبھا بڑھانے والے! آپ کبھی تو دم دبا کر کرسی پر بیٹھتے ہیں اور سرستی (محکمہ تعلیم) میں لڑکوں کو گدھے کے درجہ تک ترقی کرنے کے لئے تجویزیں بتاتے ہیں اور امیدوار کے گدھے کی جماعت میں پہنچتے وقت چلا اٹھتے ہیں۔ "انٹرنس پاس ہوا؟" ہم یہ چلاہٹ سن کر ڈر جاتے ہیں۔

اے سانولی صورت والے! آپ ہی سنسکرت پاٹھ شالاؤں میں گشتا کے آسن پر بیٹھے،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ماتھے میں چندن لگا، ہاتھ میں کتاب لئے شوبھا دے رہے ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی شاستروں کی ٹیکا سُن کر ہم "دھنیہ، دھنیہ" کہتے ہیں۔ اس لئے اے مہانور اعظم میرا دیا ہوا یہ نرم گھاس کا تنکا بھوجن کیجئے۔

آپ پر ہی لکشمی جی کی نظرِ عنایت ہے۔ آپ کے نہ رہنے سے اور کسی پرانی کا کرم نہیں ہوتا وہ آپ کی جدائی کبھی گوارا نہیں کرتی مگر آپ اپنے دماغ کی طاقت سے ہمیشہ اُس کا تیاگ کرتے رہتے ہیں۔ اِسی سے ہی دنیا والے لکشمی کو چنچل ہونیکا کلنک لگاتے ہیں۔ اِس لئے اے دلفریب پونچھ والے! اِس گھاس کا نوالہ کیجئے۔

آپ ہی گانے والے۔ پنچم۔ گاندھار وغیرہ سرگم کے ساتوں سر آپ کے گلے میں موجود ہیں بہت دنوں تک آپ کی نقل کر۔ بڑی بڑی ڈاڑھی مونچھیں بڑھا کر، بہت طرح کی کھانسیوں کی پریکٹس کر کہیں کسی کو آپ جیسا سُر میسر ہوتا ہے۔ اے کوئے کے گلے کو مات کرنے والے! نرم نرم گھاس کا لقمہ بنائیے۔

آپ بہت دنوں سے کرۂ ارض پر قیام پذیر ہیں۔ رامائن میں آپ ہی راجہ دشرتھ تھے۔ نہیں تو رام چندر بنباس کیسے جاتے؟ مہابھارت میں پانڈو یدھشٹر آپ ہی تھے۔ ورنہ پانڈو قمار بازی میں اپنی عورت کیوں ہارتے؟ کل جگ میں آپ ہی پرتھی راج ہوئے۔ نہیں تو مسلمانوں کا قدم بھارت ورش میں کیوں جمتا؟ آپ مختلف زمانوں میں، مختلف شکلوں میں، مختلف ملکوں میں، روشنی پھیلاتے چلے آئے ہیں۔ اِس زمانے میں بھی، ریاضت کے زور سے، برہما کے آشیرباد سے آپ اخبار نویس ہو کر ظاہر ہوئے۔ اے بو مٹری اوتار! میرے لائے ہوئے نرم نرم گھاس کی نئی کونپلوں کو کھا کر مجھے خوش کیجئے۔

اے مضبوط پیٹھ والے! آپ کبھی راج کا بھار ڈھوتے ہیں، کبھی کتابوں کا، کبھی دھوبی کے کپڑوں کا بوجھ لادتے اور کبھی کمہار کے گھڑوں کا۔ کبھی کچہری کی مثلوں کا، اور کبھی دفتر کے رجسٹروں کا۔ اِس لئے اے شیام رنگ! کونسا بوجھ بھاری ہے؟ مجھے بتا دیجئے۔

اے دل کے لبھانے والی چال چلنے والے! اے شیام سُندر سروپ! اے مست آنکھوں والے! آپ کا روپ دیکھ کر میں موہت ہو گیا ہوں۔ جب آپ پیڑ کے نیچے کھڑے ہو کر برسات کے پانی سے غسل کرتے ہیں۔ دونوں کان کھڑے کر اپنا چندر مُکھ نیچا کر لیتے ہیں۔ کبھی آنکھیں بند کرتے اور کبھی کھولتے ہیں اور آپ کی پیٹھ اور گردن سے پانی کی دھار بہتی ہے۔ تب آپ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حسینانِ جہاں کے سرتاج نظر آتے ہیں۔ اے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے والے! لیجئے یہ تھوڑی سی گھاس سوپکار کیجئے۔

قدرت نے آپ کو تیج نہیں دیا۔ اس سے آپ شانت ہو۔ غصہ نہیں دیا۔ اسی سے آپ قانع ہو۔ عقل نہیں دی اسی وجہ سے دانا ہو اور بوجھ لادے بغیر کھانا نہیں ملتا۔ اسی سے آپ پراوپکاری ہو۔ میں آپ کا لیش گاتا ہوں۔ آپ میرا یہ گھاس کا نذرانہ قبول کر کے مجھے شرف بخشئے۔ +

پریشان ملتانی۔ مقیم لاہور

دِل کے ٹکڑے

۱ موت سے قبل "زندگی" کیسی؟ — جی رہا ہوں ابھی "خوشی" کیسی؟
۲ خوشی سے اجنبی ہوں جان کا کھونا ہی آتا ہے — مجھے لے دے کے کچھ آتا ہے تو رونا ہی آتا ہے
۳ ہر چند دلفریب ہے، غمزدوں میں طاق ہے — عبرت سے دیکھتا ہوں تو دنیا "مذاق" ہے
۴ نتیجہ جن کا ہے خوش ہوتے ہی مغموم ہو جانا — کہیں بہتر ہے ان لذات سے محروم ہو جانا
۵ سرگرمیوں کی کیا کیا راہیں نکالتی ہیں — انساں کو آرزوئیں دھوکے میں ڈالتی ہیں
۶ نہ دیکھے غور سے اس طرح کہہ دو چشمِ پُرنم سے — مرکب ہے وہ عارض نکھری "شعاع" اور "شبنم" سے
۷ وہ سرو ناز حسن کی لہروں میں غرق ہے — آنکھوں میں رس ہے اور نگاہوں میں برق ہے
۸ جناب لیڈر کے وعظ و لکچر کہوں تو بالکل درست پایا — مگر نگاہِ مآل بیں نے عمل جو دیکھا تو سُست پایا
۹ زر کے خیال میں ہوں نہ فکرِ معاش میں — رہتا ہوں صبح شام میں اپنی تلاش میں
۱۰ طے ہو رہی ہے منزل، چونکہ وقت کم ہے — ملکِ فنا کی جانب ہر سانس اک قدم ہے

جوش - ملیح آبادی

برق حیات ڈولنڈز کا اردو ترجمہ۔ میری کوریلی کا ماسٹر پیس وہ ناول جس نے لکھوکھا بندگانِ خدا کو جو زندگی کی تاریکی سے گھبرا کر خودکشی کرنے پر آمادہ بیٹھے بچا لیا۔ ضخامت دو صد صفحہ۔ قیمت صرف ۸/عہ مجلد اور باتصویر۔

ملنے کا پتہ
پیام یار بک ڈپو - لاہور۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ناظرین شیو شنبھو سے

شاید آپکو معلوم نہیں کہ ہر مہینے ہمارے یہاں سے ایک نئی کتاب شائع ہو جاتی ہے۔ ملک میں گندے اور بیہودہ لٹریچر کی کمی نہ تھی۔ عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی ایک ایسے سلسلہ کی جس سے نوجوانوں کی اخلاقی اور روحانی حالت میں نمایاں ترقی ہو۔ ہم نے کمی کو بوجہ احسن پورا کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ آجکل ۹۹ فیصدی نوجوان غلط راستہ پر جا رہے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو آگے بڑھنے کا رستہ نہیں ملتا۔ جن کو ترقی کی راہیں بند نظر آتی ہیں۔ اور کئی ایسے جو حوادثات عالم میں خس و خاشاک کی طرح بہتے پھرتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟ کیا واقعی انسان ٹھوکریں کھانے کے قابل بنایا گیا ہے یا کہ اپنی حالت کی درستی یا اپنی ترقی و تنزل میں کچھ اس کی مرضی۔ ارادہ اور کوشش کو بھی دخل ہے۔ اگر کہو کہ نہیں تو تمام مذاہب باطل ہو جاتے ہیں۔ اور کسی شخص کو نیک یا بد نہیں کہہ سکتے کیونکہ پتھر کا اس میں کیا قصور۔ اگر وہ چھوٹا ہے یا بڑا۔ سیاہ ہے یا سفید۔ لیکن نہیں انسان مثل جمادات کے بے حس نہیں ہے۔ وہ اپنے افعال کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ اس کو ترقی یا تنزل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ نیک یا بد ہونا اس کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ اس کو بہت سی مخفی طاقتیں روز ازل سے ودیعت کی گئی ہیں خصوصاً "مقناطیسی شخصی"

ہمارے ماہوار سلسلہ کا پہلا ناول

"دوسری دنیا" ہے۔ جس کی دھوم چھپنے سے پہلے ہی مچ چکی تھی۔ جون کے وسط میں کتاب تیار ہو کر مطبع سے نکلی اور جولائی کے پہلے ہفتہ تک اسکی پانچ سو جلدیں ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں۔ تعجب نہیں کہ اسی ہفتہ میں اس کا دوسرا ایڈیشن چھپوانا پڑے۔ کتاب کی قیمت صرف ۱۲؍ رہے۔ مگر مستقل خریداروں سے ۲؍

دوسرا ناول

"برق حیات" ہے جس میں میری کوریلی نے نہایت دلچسپ ناول کے پیرایہ میں "مقناطیسی شخصی" کا پورا پورا حال بیان کیا ہے۔ یہ طاقت کس طرح انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ کیونکر اس کو ترقی دی جا سکتی ہے؟ کیا کیا فواید اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ پرانے زمانے میں کلدانیوں کو اس کا راز معلوم تھا۔ اور انہوں نے اسکی بدولت ایسے ایسے عجیب کام کئے کہ لوگ انہیں پیغمبر سمجھنے لگے۔ شاہان ماضیہ انکے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

انگیز کمالات کو دیکھ کر اُن کے قدموں کی خاک اپنے جسم سے لگاتے تھے۔ اُن کی پرستش کرتے تھے۔ یہ سب کچھ میری کوریلی نے لکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر موجودہ زمانہ کے کسی آدمی کو مقناطیسی شخصی کا راز معلوم ہو جائے تو وہ ساری دُنیا کو الٹ پلٹ کر سکتا ہے۔ اور ہر کہ و مہ سے اپنی پوجا کروا سکتا ہے۔ آپ برقِ حیات کا مطالعہ کرینگے تو آپ کے لئے بالکل ایک نئی دنیا کے دروازے کھل جائیں گے۔ ضخامت ہر دو حصہ کی تقریباً ۸۰۰ صفحہ۔ اگر کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کی موجودہ زندگی کا رُخ نہ بدل جائے تو دام واپس قیمت صرف ۵؎ روپے مگر مستقل خریداروں سے ۴؎۔ علاوہ میری کوریلی کی تصویر کے تقدس مآب صوفی پنجی سنگھ صاحب چیف ایڈیٹر رسالہ شیو شنبھو کی ہاف ٹون عکسی تصویر بھی اس میں لگی ہے۔

اگر آپ

ہمارے ماہوار سلسلہ کے مستقل خریدار بننا چاہتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ہر مہینے دنیا بھر کے بہترین دماغوں سے آپکا انٹروڈیوس کراتے رہیں۔ اگر آپ اپنی زندگی کو کامیاب اور بامراد زندگی بنانے کے خواہشمند ہیں۔ اگر آپ کی خواہش ہے کہ دنیا کے شہرت عام آپ کا نام موٹے حرفوں میں لکھا جائے تو آج ہی سے ذیل کے خط کی نقل بھجوا کر ہمارے ماہوار سلسلہ کے رجسٹر میں اپنا نام درج کروا لیجئے ہر مہینے دنیا بھر کے بہترین دماغوں کا علمی اخلاقی اور روحانی سرمایہ بن داموں یعنی صرف لاگت کی قیمت پر آپ کے پاس پہنچ جایا کریگا۔

نقل خط

جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب! تسلیم۔ چونکہ میں آپ کے ماہوار کتابی سلسلہ میں شامل ہونا چاہتا ہوں اس لئے ملتمس ہوں کہ براہ مہربانی آج سے ہی میرا نام درج رجسٹر کر لیجئے گا۔ اور ہر مہینے جو نئی کتاب آپ کے یہاں سے شائع ہو وہ رعایتی قیمت پر میرے نام بذریعہ وی پی بھجوا دیا کیجئے گا۔ میں بلا تامل بھگتا لیا کرونگا۔ فی الحال دوسری دنیا رعایتی قیمت ۲؎ اور برقِ حیات رعایتی قیمت ۴؎ بذریعہ وی پی بھجوا دیجئے۔ میرا پورا پتہ حسب ذیل ہے:-

نام و دستخط پتہ .... دستخط ....

المشتہر مینجنگ پروپرائٹر رسالہ شیو شنبھو و ام گلی اشرٹ۔ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سلیمہ بیگم

پہلا باب

شاہجہان بادشاہ نے موسم گرما آرام سے گذارنے کی خاطر کشمیر میں کئی ایک محل تعمیر کرائے تھے اُن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: آرام باغ، موتی محل، آرام باغ کی نسبت موتی محل میں زیادہ زیبائش اور آرائشی سامان بکثرت تھے۔ یہ ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ تھا۔ اس کی رونق دوبالا کرنے اور زیب و زینت کے لئے سلیمہ بیگم مقرر کی گئی تھیں۔ یہ اپنے حسنِ بےنظیر اور سلیقہ شعاری کی تیز تیز شعاعوں سے دیگر بیگمات کے دل کو دم بدم برقِ جہانسوز کی طرح سوختہ کرتی رہتی تھیں۔ اُس وقت ابھی ممتاز بیگم نے شاہجہان کے تختِ دل پر اچھی طرح مسند نشینی نہیں کی تھی۔ سلیمہ کی شب زندگی کے خاتمے پر ممتاز بیگم کے سکہ کا مہر منیر جلوہ گستان ہوا تھا۔

رات کا پہلا حصہ تھا۔ دودھ کی طرح چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ رہ رہ کر صاف شفاف و شفاف راشی کی طرح بادلوں کے چند ٹکڑے چاندنی کی نورانیت پر پردہ ڈال دیتے تھے۔ شمالی حصے میں بہت دور برف سے چھائے ہوئے ہمالہ پہاڑ کی صاف شفاف چٹان پر چاندنی کی تھرکتی ہوئی کرنیں بہت دلکش نظر آ رہی تھیں۔ آرام باغ کے محلات کے نیچے سے ایک چھوٹی سی ندی رواں دواں تھی۔ چاندنی کی کرنوں میں اس ندی کا پانی دودھ کی دھار کی طرح محوِ خرام تھا۔

موتی محل کے شمع خانے میں ایک کھلی ہوئی کھڑکی کے سہارے کھڑی ہوئی سلیمہ چاندنی کا لطف حاصل کر رہی تھی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اُن سیاہ بالوں کی لٹیں کچھ اُس کے فیروزی دوپٹے پر کالی ناگن کی طرح لہرا رہی تھیں اور کچھ گلاب کے پھول جیسے چہرے پر سیاہ بھنوروں کی مانند رس چوس رہی تھیں۔ زہر گھو سینہ صاف پر کچھ گیسو ناگنوں کی طرح مدہوش پڑے تھے۔ یہ تمام نظارہ خاموشی اور سناٹے کو لئے ہوئے تھا۔ طیور خواب نوشی کے مزے لے رہے تھے۔

قدرت کی بے پناہ خوبصورتی کی طرف بہت دیر تک دیکھتے دیکھتے ایک گہرا سانس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سلیمہ دل ہی دل میں کہنے لگی۔ یہ خوبصورت رات کا دن شفاف چاندنی روشنی۔ اور یہ لامحدود خوبصورتی سے بھرے ہوئے قدرت کے مناظر دیکھ کر میرے دل میں کتنی امیدیں بیدار ہو اٹھتیں مگر وہ سب پوری نہ ہوئیں۔ اس محل ... ان پہاڑ میں قیدیوں کی طرح رہتی ہوں۔ مگر جن کی امید میں پڑی ہوں۔ وہ آنے کو کہہ گئے تھے۔ مگر اب تک نہیں آئے۔ بھول کر بھی اس طرف منہ نہیں کرتے۔ منہ سے تو یہی کہتے ہیں۔ کہ پیار کرتا ہوں۔ مگر اس کا ثبوت نہیں ہے۔ یہ بھری جوانی خواہشات کی تلاطم خیز ترنگیں۔ اتنا شوق۔ اتنا انتظار۔ کوئی آرزو بھی تو پوری نہیں ہوتی۔ اتنے نوکر چاکر۔ باندیاں۔ ہیرے جواہرات۔ لیکن پنجرے میں مقید پرندکی طرح رہنے میں کیا سکھ ہے۔ پتھر میں جونک نہیں لگتی۔ بادشاہ کا دل پتھر کی طرح سخت ہے۔ اس میں محبت کا نازک پھول کیونکر کھل سکتا۔ میں بادشاہ کی بیگم ہوں۔ مگر مجھ سے زیادہ تو ایک غریب باندی سکھی ہے۔" سلیمہ نے آنکھیں بند کر کے ایک گہرا سانس لیا۔ آہستہ آہستہ نرم و نازک بستر پر آ بیٹھی۔

شاہجہان بادشاہ آج صبح شکار کے لئے گئے تھے۔ ابتک کوئی خبر نہیں ملی۔ غروب آفتاب کے بعد انہوں نے آنے کے لئے کہا تھا۔ مگر وعدہ وفا نہ کر سکے۔ ایک شخص نے خبر دی تھی۔ کہ ابھی ان کے آنے میں ایک دو دن کی دیر ہے۔

سلیمہ کی خوابگاہ میں رنگ برنگی شمعیں جل رہی تھیں۔ دیوار پر جو نقش و نگار یا مصوری کے نمونے دکھائے گئے تھے۔ ان سے ان کی مصنوعیت کا گمان نہ ہوتا تھا۔ ہر چہار طرف پھولوں کے گلدستے رکھے ہوئے تھے۔ ناگ کیسر اور چمپا کے پھولوں کے بڑے بڑے ہار دروازوں پر جھول رہے تھے۔ تمام محل طبلۂ عطار بنا ہوا تھا۔ زری کے قالین بچھے ہوئے تھے۔ اس صاف شفاف نورانیت میں ان چیزوں کا حسن اور بھی دوبالا ہو گیا تھا۔ اور ہر چیز میں جیسے جان آگئی تھی۔

سلیمہ ایک دوشالہ اوڑھ کر آرام کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ نازک جسم جیسے اس دوشالے کا بوجھ بھی برداشت کرنے کے ناقابل تھا۔ اس نے اتار دیا۔ اور ایک فیروزی چادر زیب تن کی۔ اس صاف شفاف روشنی میں وہ اس طرح جگمگا اٹھی۔ جیسے چاندنی رات میں کبھی کبھی بجلی چمک اٹھتی ہے۔ اس نے جھنجھلا کر کہا۔ "مجھے یہی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ کیا کروں"؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

قریب ہی ایک باندی تھی۔ جو حکم کے انتظار میں کھڑی تھی۔ بیگم نے اس سے کہا۔

اس کمرے میں ایک بین رکھی ہوئی ہے۔ سلیمہ اس بین کو بجانے لگی۔ مگر سلیمہ اس بین کے سر نہ ملا سکی۔ اُن سرخ سرخ ہونٹوں کے نیچے خفیف سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ دل ہی دل میں بولی۔

"یہ بین بھی مردوں کی طرح بیوفا و کم سخن ہو گئی"

کئی دن ہوئے۔ ساقی نامی ایک نئی خادمہ بیگم صاحبہ کی خدمت کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ سلیمہ نے کہا۔ "نئی باندی کو بلا لاؤ وہ اچھا گا سکتی ہے۔"

ساقی اپنے کمرے میں تھی۔ "بیگم صاحبہ نے یاد فرمایا ہے" یہ سنکر وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ ساقی کا چہرہ بہت خوبصورت تھا۔ مگر اس کے چہرے کے نقش و نگار میں اضطراب کے خط نمودار تھے۔ وہ تنہائی کو ہی بہت پسند کرتی تھی۔ دیگر باندیوں کے ساتھ وہ بہت بات چیت نہیں کرتی تھی۔ بیگم صاحبہ کا کام کر دیتی تھی۔ اور الگ ہو جاتی تھی۔ ایک دن ساقی اکیلی بیٹھی ہوئی گا رہی تھی۔ بیگم صاحبہ اس کے کمرے کے پاس سے گذر رہی تھیں گانا سنکر وہ ساقی کی مداح ہو گئی تھیں۔ ہمیشہ اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی۔ مگر ساقی ضرورت سے زیادہ بیگم صاحبہ کے پاس رہنا نہیں چاہتی تھی۔

ساقی صرف گا ہی سکتی تھی۔ یہ بات نہیں تھی۔ بین بھی بہت عمدہ بجاتی تھی۔ اور بانسری بجانے میں تو نہایت مشاق تھی۔ محلات میں باندی کی خدمات انجام دینے کے لئے بہت کچھ عقل و ہنر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک دن چاندنی رات سے پُر سکون سناٹے میں بیگم نے اس کی بانسری سنکر اپنے آپ کو از خود رفتہ بنا لیا تھا۔ اسی دن سے اُن دونوں میں سکھی سہیلیوں کا سا بیوہار شروع ہو گیا تھا۔

ساقی بیگم کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ بیگم نے پوچھا۔ "ساقی! تو بین بجائیگی یا بانسری؟" ساقی نے کسی قدر روکھی ہنسی ہنسکر کہا۔ "جو بیگم صاحبہ کی طبع موزوں پسند فرمائے!"

سلیمہ نے ہنستے ہنستے کہا۔ "ساقی! تو اتنے دنوں سے یہاں آئی ہے۔ مگر ایک دن بھی تیرے ہونٹوں پہ ہنسی نہیں دیکھی گئی"

"باندی کو ہنسنے کا کیا کام!"

سلیمہ یہ بات سنکر کسی قدر آزردہ لہجے میں بولی۔ "کیوں! کیا میں تجھ سے باندی کا سا سلوک رکھتی ہوں؟"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"نہیں! یہ تو نہیں کہتی"! آپ کے الطاف و اکرام تو مجھ پر بے حد و حساب ہیں۔

"تو تو ہمیشہ مغموم اور دل گرفتہ کیوں رہتی ہے؟"

"لیکن آپ کیوں پریشان نظر آتی ہیں؟"

"میں تو تیری طرح دن رات منہ لٹکائے نہیں رہتی! جہاں پناہ کو کئی دنوں سے نہیں دیکھا۔ اسی وجہ سے"

"ہمیشہ تو ایسی نہیں رہتی"

ساقی نے دل ہی دل میں نہ معلوم کیا کھچڑی پکائی۔ ذرا دیر بعد بولی "بیگم صاحبہ! آپ جانتی ہیں۔ جدائی میں بہت بڑا دکھ ہے۔ آپ بادشاہ کو پیار کرتی ہیں۔ وہ نہیں ملتے۔ اس وجہ سے مغموم رہتی ہیں۔ مجھے بھی کچھ ایسا ہی دکھ ہے۔ جس کے لئے میں ہمیشہ سے دکھی ہوں"

سلیمہ نے محبت آمیز ہنسی ہنسکر کہا "کیا تو کسی کو پیار کرتی ہے؟ مجھے بتا۔ میں اس سے۔ اتنا تیری شادی کرا دونگی"

ساقی کا سر جھکا اٹھا۔ چہرہ سرخ ہو گیا۔ آہستہ سے بولی "میں آپ کو پیار کرتی ہوں" بادشاہ کے باہر جانے پر سلیمہ ہمیشہ منہ بنائے رہتی تھی۔ آج بادلوں میں بجلی دکھائی دی۔ باندی کی بات سنکر قہقہہ لگا کر ہنس اٹھی۔ دھکا دیکر بولی "چل کمبخت۔ میں تو بادشاہ کی بیگم ہوں۔ مجھے پیار کرتی ہے؟"

بد نصیب اٹھکر چلنے لگی۔ سلیمہ نے اسے بٹھا لیا۔ بولی "ان باتوں کو جانے دے۔ اپنی بانسری لے آ" اس کمرے میں بہت گرمی معلوم ہوتی ہے۔ کھڑکیاں کھول دے۔ تمام جھاڑ فانوس گل کر دے۔ کھلی چھت میں بستر بچھا کر پھولوں کے ہار رکھ دئے۔ آج میری سہاگ رات ہے۔ بادشاہ لوٹتے نہیں۔ پہرہ کی آگ اسی طرح مٹاؤنگی۔ میرے پاس بیٹھ کر بانسری کے سُروں میں ایسا رقت افزا اور درد آلود نغمہ بجا کہ میں سب کچھ بھول جاؤں۔ اسی میں محو ہو جاؤں"

ساقی اٹھ کھڑی ہوئی۔ بیگم نے کہا "ساقی! بڑی سخت پیاس لگی ہوئی ہے۔ گلاس میں تھوڑی سی شیرازی برف ڈال کر دے آ"

باندی سونے کے پیالے میں شراب ڈالکر لے آئی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"شمیم نے کہا۔ "جھاگ بکثرت اُٹھ رہے ہیں۔ گلاب ڈال دے۔"

جام زریں میں شیرازی شمع کی صاف شفاف روشنی میں بہت دلکش نظر آ رہی تھی۔ شراب پینے کے بعد سلیمہ نے پیالے کو فرش پر پٹک دیا۔ اس کی زد میں گلدانی آ گئی۔ پھولوں کا گچھا گر پڑا۔ اور پنکھڑی پنکھڑی فرش پر بکھر گئی۔

پاس ہی ایک نرم و نازک مخملی بستر پر عدیم النظیر سلیمہ نشۂ شراب میں سرمست ہو کر محوِ خواب ہو گئی۔ ساقی نے بانسری بجا کر گانا شروع کیا۔ ؎

"دکھوا میں کیسے کہوں میری سجنی"

دوسرا باب

بہت دیر بعد پھر ساقی کی بانسری نے وہی دردآلود نغمہ الاپا۔

"دکھوا میں کیسے کہوں موری سجنی"

صرف بانسری ہی نہیں روئی۔ ساقی بھی روئی۔ بانسری بجاتے بجاتے ساقی محوِ خواب حسینہ سلیمہ کے چہرہ کی جانب دیکھتے دیکھتے رونے لگی۔ گانا ختم ہونے پر دبے پاؤں آہستہ آہستہ سلیمہ کے پلنگ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ سلیمہ کی آنکھیں نشہ سے جھکی پڑی تھیں۔ بادۂ گلفام کا ثبوت چہرہ کی جھلک سے خوب خوب ملتا تھا۔ رخسارِ رنگین کی سرخی شفق کو مات کر رہی تھی۔ وہ پان سے رنگے ہوئے یاقوتی ہونٹ آہستہ آہستہ اس طرح جنبش کر رہے تھے۔ جیسے ہوا کے جھونکوں سے نازک شاخ کانپ اٹھتی ہے۔ ہر سانس کے ساتھ گلاب و عنبر کی بوئے خوش آتی تھی۔ بالوں کے گچھے پیشانی کی حدود کے اندر موتیوں کے تار کی طرح قطرات اور عرق پسینہ بنائے ہوئے قوسِ قزح کی طرح نظر آ رہے تھے۔

ساقی نے اپنے آنچل سے شمیم کا پسینہ پونچھ دیا۔ پونچھتے پونچھتے اس کا ہاتھ کانپ اٹھا۔ پسینہ چھوڑ کر وہ دور جا کھڑی ہوئی۔ جیسے اس کی آنکھیں جل رہی تھیں۔ دل کانپتا تھا۔ اور گلاب خشک ہوا جاتا تھا۔

اُسی خالی کمرے میں کھڑی ہوئی باندی کچھ دیر تک کسی فکر میں ڈوبی رہی۔ جیسے اُس کا دل کسی طرح خاموش ہوتا نظر آیا۔ پھر آہستہ آہستہ وہ شمیم کی خوابگاہ کے پاس آ کر بیٹھ گئی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بیگم کے منہ کا بوسہ لیا۔ پھر اُس کا دل کانپ اُٹھا۔ عضو عضو میں جیسے برقی شرر بار کے کوندنے کا احساس ہونے لگا۔

جس طرف ساقی منہ کرکے بیٹھی تھی۔ اُسی کے سامنے ایک بہت بڑا آئینہ تھا۔ کمرہ اب بھی اسی طرح قندیل و فانوس کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ ساقی نے نظر اٹھاتے ہی دیکھا۔ اُس بے نقص صاف شفاف اور دودھ کی طرح مصفا آئینے میں ایک کشادہ پیشانی اور خوبصورت بروان کا عکس نظر آیا۔ جیسے ناگہاں سانپ دیکھ کر انسان گھبرا اٹھتا ہے۔ ساقی کی بھی بعینہ وہی حالت ہوئی۔

اوسے دوبارہ دیکھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اس نے سوچا۔ کمرے میں جو اسوقت موجود ہے یقیناً اوس نے تمام باتیں دیکھیں۔ اور کسی کے آنیکا امکان نہیں۔ تو کیا بادشاہ سلامت خود ہی ہیں۔ اسوقت ساقی نے منہ پھیر کر اوسی آئینے کے عکس کی طرف نظریں کیں۔ سمجھ گئی کسی طرح ممکن نہیں کہ یہ عکس بادشاہ کا نہ ہو۔ ذرا دور پر ہی بادشاہ کی قد آدم تصویر لٹک رہی تھی۔ ساقی نے اپنی نگاہیں اس طرف ڈالیں۔ دم کے دم میں ہی اُس کا دل کانپ اُٹھا۔ زندگی کی امید جاتی رہی۔

بیگم محو خواب۔ باندی اُسے چوم رہی ہے۔ اس نظارے کو دیکھ کر شاہ جہاں بادشاہ اپنی ہنسی کو ضبط نہ کر سکے۔ سوچنے لگے۔ سلیمہ حسن میں بے نظیر و عدیم المثل ہے۔ .... وہ ملکۂ حسن اور حسن کی کان ہے۔ عورت بھی اوسے دیکھ کر بے چین ہو جاتی ہے۔ مگر اس نئی باندی کو بادشاہ نے اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا۔ اسی وجہ سے پوچھا۔ "تو کون ہے! اتنی رات گئے بیگم کے پاس کیا کر رہی ہے؟"

ساقی نے دل ہی دل میں سوچا۔ جواب نہ دینا ہی مناسب ہے۔

اوسے لاجواب دیکھ کر بادشاہ متحیر ہوئے۔ دل ہی دل میں سوچنے لگے۔ یقیناً یہ پاگل ہے۔ کسی قدر اونچی آواز سے بولے۔ باندی تو چپ کیوں ہو گئی۔ بتا تو کون ہے۔ اور یہاں کیا کر رہی تھی!

باندی کی خوفناک حالت دیکھ کر جہاں پناہ کسی قدر تذبذب میں آ گئے۔ میان سے تلوار کھینچ لی۔ قندیل و فانوس کی صاف شفاف روشنی میں وہ شمشیر برہنہ جگمگا اٹھی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کسی قدر تامل کے بعد پھر میان میں رکھ کر بولے۔ اس تلوار کی پیاس میں عورت کے

انتخاب مفید

(۱) اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ لنڈن کے لوگ ہر سال دو کروڑ تیس لاکھ پونڈ صرف سینما دیکھنے میں صرف کرتے ہیں۔

(۲) انگلینڈ کی ۵۵۸ لائبریریوں سے سال گذشتہ میں پانچ کروڑ بانوے لاکھ پچاس ہزار کتابیں لوگوں نے پڑھنے کیلئے لیں اور ان لائبریریوں پر ہر سال سات لاکھ پاؤنڈ صرف ہوتے ہیں۔

(۳) کہتے ہیں زارِ روس کپڑوں کا بہت شوقین تھا۔ چنانچہ کوئی سال ایسا نہیں جاتا تھا جب وہ پانچ ہزار پاؤنڈ سے کم اپنی پوشاکوں پر صرف کرتا ہو۔

(۴) لنڈن کے لارڈ میئر جب تک اپنے عہدے پر رہتے ہیں۔ انہیں ایک خاص زنجیر پہننی پڑتی ہے۔ جس میں کہ مختلف جواہرات لگے ہوتے ہیں۔ جن کی قیمت ایک لاکھ بیس ہزار پونڈ کے قریب ہے

(۵) کوپن ہگن کی پولیس جس شرابی کو سڑکوں پر مدہوش پڑا ہوا پاتی ہے۔ گاڑی پر سوار کرکے اُس کے گھر پہونچا آتی ہے۔ گاڑی کا کرایہ اُس دوکاندار کو دینا پڑتا ہے جہاں سے کہ اُس نے شراب پی ہو

(۶) دنیا کے کل اخباروں میں سے نصف سے زیادہ انگریزی زبان میں شایع ہوتے ہیں۔

(۷) قریب قریب سات کروڑ جنگلی جانور صرف کھالوں کے لئے ہر سال مارے جاتے ہیں۔

(۸) ایک آدمی کے سر پر معمولی طور پر ایک لاکھ چونتیس ہزار بال ہوتے ہیں۔

(۹) امریکہ میں ہر روز پانچ کروڑ پچاس لاکھ آدمی سینما دیکھنے جاتے ہیں اور تمام امریکہ میں ۱۶۰۰۰ سینما کے تھیئٹر ہیں۔

(۱۰) مکڑی کا جالا اتنا پتلا ہوتا ہے۔ کہ اگر آدھ سیر مل جائے تو زمین کے چاروں طرف لپٹا جا سکتا ہے

(۱۱) لنڈن میں ہر سال نوے ہزار لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ جن میں سے آٹھ ہزار پہلے سال ہی فوت ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) افریقہ کے ایک ہاتھی کے دانت کا وزن ۱۱۰ سیر نکلا ہے۔

(۱۳) ہندوستان اور چین کی کل آبادی باقی ملکوں کی آبادی کے برابر ہے۔

(۱۴) ارجنٹائن سے ہر سال دس کروڑ پاؤنڈ کی گندم باہر جاتی ہے۔

(۱۵) اب تک بائیبل کا ترجمہ ۵۰۴ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی ہی اب تک ۷۸۹۹۵۶۲ کاپیاں نکال چکی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(۱۶) آدھ سیر شہد جمع کرنے کے لئے شہد کی مکھی کو تیس لاکھ پھولوں سے رس لینا پڑتا ہے۔
(۱۷) برٹش میوزیم میں دس لاکھ خرچ ہُوا تھا۔ اور ہر سال ایک لاکھ پاؤنڈ مرمت اور انتظام کیلئے صرف ہوتا ہے۔ صرف ایک پڑھنے کا کمرہ ۱۰۶ فٹ اونچا ہے۔ اور ۱۴۰ فٹ لمبا ہے۔ ایک لاکھ پچاس ہزار پاؤنڈ میں بنا تھا۔
(۱۸) اٹھائیس من دھات سے ایک لاکھ بیس ہزار درجن نب تیار ہوتے ہیں۔
(۱۹) پوپ کے پاس ایک چھڑی ہے جس کی قیمت ۶۰۰۰۰ پاؤنڈ بتائی جاتی ہے۔
(۲۰) گریس میں پھانسی کا حکم سنانے کے دو سال بعد مجرم کو پھانسی دی جاتی ہے۔
بی۔ آر۔ ارمان۔

حل طلب معمہ معہ اشتہار انعام

گذشتہ ماہ کے معمہ کا حل "کمزور" ہے۔

شیام برن اور دانت گھنیرے چکے جیسی ناری
دونوں ہاتھوں سے میں کھینچوں اور کہوں تو آری

جو صاحب اس معمہ کا صحیح حل بھیجیں گے اور ساتھ ہی شیلو شنبھو کی خریداری بھی منظور فرماوینگے اُن کو مندرجہ ذیل نہائت ہی قیمتی کتابیں برائے نام قیمت پر ملینگی؛

دوسری دنیا ۔ نہائت ہی عجیب و غریب پُرلطف ۔ سبق آموز اور راتوں کی نیند حرام کرنے والا ناول ۴ر رعایتی ۲ر

فورچون ٹیلر ۔ قسمت کا حال اور دوسرے کے دل کی بات بتانے والی اپنی طرز کی انوکھی کتاب ۔ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

مشعل طریقت ۔ شری سوامی ابھیدانند کی لکھی ہوئی ہٹھ ۔ راج ۔ گیان ۔ کرم اور بھگتی یوگ پر جامع کتاب ۔ قیمت ۶ر رعایتی ۳ر محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر ۔ مینیجر رسالہ شیلو شنبھو ۔ رام گلی ۔ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

معذرت اور خوشخبری

چونکہ اب تک شیو شنبھو کے ایڈیٹوریل سٹاف میں سوائے حضرت اختر کے اور کوئی نہ تھا۔ اور گذشتہ مہینہ میں وہ علالت طبع کے باعث اِس فرض منصبی کی بجا آوری سے قاصر رہے۔ کیونکہ ۳۰ ستمبر تک اُن کا کوئی مضمون سوائے "بیسلینہ بیگم" کے دفتر شیو شنبھو میں نہ پہنچا تھا اِس وجہ سے دو ماہ یعنی ستمبر و اکتوبر کا پرچہ مشترک شایع کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے ناظرین کرام ہماری مجبوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے معاف فرماویں گے اور آئندہ کے متعلق ناظرین شیو شنبھو کی برادری میں یہ خبر نہایت اطمینان کے ساتھ سُنی جائیگی کہ راقم الحروف کی درخواست پر حضرت اختر صاحب کے علاوہ تقدس مآب صوفی پرتھی سنگھ صاحب ایڈیٹر پیام یار نے بطور چیف ایڈیٹر شیو شنبھو کے ایڈیٹوریل سٹاف میں آنا منظور فرما لیا ہے۔ چنانچہ شیو شنبھو کا موجودہ نمبر آپ ہی کے زیر ادارت شایع ہوتا ہے۔

کہیں بعض حلقوں میں اِس کا مطلب یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ حضرت اختر نے خدا نخواستہ شیو شنبھو سے کنارہ کشی کر لی ہے۔ بلکہ آئندہ دونوں مل کر کام کرینگے حضرت اختر اور جناب صوفی ساتھ ساتھ۔

ہماری یہ دلی دُعا ہے۔ کہ حضرت اختر بہت جلد صحت یاب ہو کر پھر اُسی ذوق اور اُسی شوق کے ساتھ شیو شنبھو کی قلمی خدمات سر انجام دینے لگیں۔ جیسا پہلے دیتے رہے ہیں۔ آمین۔ دعا گو۔ مینجنگ پروپرائٹر۔

ریویو - رائل سوپ ورکس ملکھی رام روڈ لاہور نے ہمارے پاس ایک صابن ہفت ملک سنسار نام بطور ریویو بھیجا ہے ہم نے اس صابن کا جوڑا استعمال کیا اور بہت اچھا پایا ہماری ذاتی رائے ہے کہ یہ صابن ولائتی صابن سے کسی طرح کم نہیں۔ جھاگ بہت زیادہ دیتا ہے اور گھستا کم ہے خوشبو ایسی کہ دماغ معطر ہو اُٹھتا ہے۔ اور طبیعت شاداب ہر گھر میں اسکی ایک ٹکیہ موجود رہنی چاہیے۔

قیمت فی بکس جس میں تین ٹکیہ ہیں ۱۲/

ایڈیٹر۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بے تار کے تار رسانی

دنیا کے مشہور سائنسدان ایڈیسن کی تازہ ایجاد جس کی مدد سے ہر شخص اپنے مرحوم عزیزوں کی روحوں سے بات چیت کر سکتا ہے۔ سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آلہ پلانچٹ کے نیچے رکھے ہوئے کاغذ پر روحیں خود بخود اپنا حال لکھ جائیں گی۔ ولایت کے نمونہ پر ہم نے اس کا نمونہ تیار کیا ہے۔ جو بالکل ویسا ہی کام دیتا ہے۔ قیمت صرف ۳؎۔

جادو کی طلسمی انگوٹھی

صرف چند منٹ نظر کی توجہ سے معمول کو بذریعہ خواب، روحانی دور دراز مقامات میں بھیج کر وہاں کے حالات دریافت کرنا۔ متبرک جگہوں کی زیارت۔ گم شدہ کا پتہ لگانا۔ عالم علوی و سفلی کے عجائبات معمول کو دکھانا۔ تقدیر روزگار اور حیات و ممات کے متعلق سوالات پوچھنا۔ کیا امتحان میں کامیابی ہو گی۔ کیا مریض اچھا ہو جائے گا۔ میری آئندہ زندگی کیسے بسر ہو گی وغیرہ۔ اس قسم کے سینکڑوں سوالات اس طلسمی انگوٹھی سے دریافت کئے جا سکتے ہیں۔ عورت مرد سب کے لئے کارآمد۔ قیمت صرف (عہ) ایک روپیہ۔

بیسویں صدی کی بہترین ایجاد سیر عالم

تسلیم کی گئی ہے۔ سرہانے کے نیچے رکھ کر سو جاؤ اور حسب خواہش ہزاروں میل دور کے مقامات کی سیر دیکھنے لگو۔ اس حالت میں تمہاری روح لطیف جسم کثیف سے علیحدہ ہو کر وہاں جائے گی۔ اور ہوا میں اڑتے اڑتے اسے ایسا معلوم ہو گا کہ جسم کے بغیر بھی مجھ میں دیکھنے۔ سننے اور محسوس کرنے کی قوت باقی ہے۔ علاوہ ازیں سیر عالم مقدمات کے حالات و فتحیابی کے طریقے بتلاتا ہے۔ بیمار کے مرض کی کیفیت اور اس کی شفایابی کی تدبیر۔ دوست و دشمن کے دل کی بات۔ چور و چوری کا پتہ۔ بیوپار۔ سٹہ۔ نیلام۔ افیون اور چاندی سونا روئی وغیرہ کے نرخوں کو ظاہر کرتا ہے۔ گم شدہ کا پتہ۔ راز مخفی کا انکشاف۔ آسیب و وبا۔ ترقی رزق و دولت۔ آفات ارضی و سماوی کے رفع کرنے میں کامل استاد ہے۔ عورت مرد بچہ بوڑھا ہر عمر اور ہر طبیعت کا آدمی بلا کسی دقت چلہ وغیرہ کے اس سے کام لے سکتا ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف صہ ہے۔ بموجب اشتہار نہ ہونے پر واپسی کی شرط ہے۔ اس کے متعلق ہمارے پاس سینکڑوں سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔

پتہ:- دی سپریچوال ٹریننگ اینڈ پبلشنگ [illegible]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سب سے بڑی تصدیق

مقوی لال قطرہ
یا
روح جیون بوٹی

تجربہ شدہ

تصدیق شدہ حضرات

یہ وہ دُرِّ نایاب ہے۔ کہ جس کی نسبت وہ صاحب زیادہ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اِس کا ایک دفعہ استعمال کیا اور وہ اُس کے لئے زندہ اِشتہار بن گئے۔

اِس کے خوشرنگ اور خوشگوار صرف دو ہی قطرے دودھ میں ڈال کر پینے اور دو ہی قطروں کے طلا کرنے سے نصف گھنٹے بعد وہ قوت حاصل ہوتی ہے کہ باید و شاید۔ اور اگر بالکل کمزور سے کمزور آدمی اِس کا چند یوم تک استعمال کرے تو ایک شیشی میں بالکل تندرست ہو جاتا ہے جس کی قیمت معہ ترکیب استعمال ۳ روپے علاوہ محصولڈاک وغیرہ۔

(نوٹ) یہ مقوی اعضائے رئیسہ ہونے کے علاوہ ممسک اور ملذذ بھی ہے۔

مینجر لال قطرہ۔ رام گلی لاہور

لذتِ طعام

ہم نے دو قسم کا لذت طعام مصالح تیار کیا ہے۔ جس کے تمام اجزا صحت کے اصولوں کو مدِّنظر رکھ کر ڈلوائے گئے ہیں۔ اِس کی ایک چٹکی دال بھاجی وغیرہ میں ڈالنے سے کھانا عمدہ اور لذیذ بن جاتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اِس کے استعمال سے بھوک بڑھتی اور کھانا ہضم ہو جاتا ہے اور پیٹ کی دیگر تکالیف کے لئے بھی جو کہ بدہضمی وغیرہ سے اکثر ہوتی ہیں۔ مفید ثابت ہوا ہے۔ ذائقہ میں لذیذ اور خوشبودار ہے۔ قیمت بھی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ عام طور پر اس کو امیر و غریب استعمال میں لا سکیں۔ اس لیے اِس کی ایک ڈبیہ۔ ہوٹلوں۔ باورچی خانوں اور سفری اصحاب کے پاکٹوں میں ہر وقت موجود رہنی چاہیے۔
قیمت (۱) عام نصف سیر (۸/) ایک پاؤ ۱۰/ (۲) کھٹا مصالحہ ایک سیر ۱۲/ نصف سیر ۱۲/ ایک پاؤ ۸/

نوٹ۔ ایک سیر مصالحہ ایک سال تک کی مدت کے لیے کافی ہوگا۔ "میلارام یا سبک ڈپو لاہور۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فصلی بخار اور طحال کی دوا

فصلی بخار اور طحال کیلئے یہ ایک ہی دوا ہے

آج کل سینکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کے آپ دیکھتے ہونگے انمیں عموماً کونین رہتی ہے اس لئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک آرام تو دیتی ہیں لیکن جڑ سے آرام نہیں کر سکتی ہیں۔ ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے۔ اور عوام کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر قیمت بھی بہت کم رکھی ہے اس میں تین خاص صفتیں ہیں۔ (۱) ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے بخار پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ (۳) یہ طحال کو گلاتی ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں عہ/ شیشی خورد ۱۰/ محصولڈاک کلاں ۸/ خورد ۷/

داد کا مرہم
ہر وقت کے کھجلانے سے آرام کرتا ہے

دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب ریاست شنکرپور ضلع بھاگلپور سے کیا لکھتے ہیں یہ دسمبر ۱۹ء ہے کہ آپکے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا۔ جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی۔ میں آپکا نہایت درجہ ممنون و مشکور ہوں۔ اس کے استعمال کرنیوالے سبھی جناب مہاراجہ صاحب کی طرح سے مداح ہیں۔ کیونکہ دو ہی تین مراتب کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے اچھا کر دیتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۶/ محصولڈاک ۵/

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ROYAL SOAP WORK'S

"SIMPLICITY"

TRADE MARK

ROYAL

ROYAL

SKIN SOAP.

حاجت بناؤ کی تجھے اے نازنین نہیں
زیور ہے "سادگی" تیرے رُخسار کیلئے

خوبصورتی نہ تو ریشمی اور بڑھیا کپڑوں پر منحصر ہے - اور نہ سونا چاندی کے زیوروں پر بلکہ حُسن چہرے کی صفائی پر مبنی ہے - صاف اور ستھرا چہرہ دل کو کیا اچھا لگتا ہے - ہمارے "سمپلسٹی" (سادگی) سکن سوپ (جلدی صابن) میں وہ راز پنہاں ہے - جو استعمال کرنے پر ظاہر ہوگا۔ آپ اپنے پیاروں کو دسہرہ اور دیوالی کا تحفہ دینے کیلئے ہمارے اس صابون کا ایک ایک ڈبہ ہی بھیجکر دیکھ لیں کہ وہ کس طرح آپ کا احسان مانتے ہیں -

قیمت فی بکس جس میں تین ٹکیہ ہیں ۱۲/

ملنے کا پتہ :- رائل سوپ ورکس - ملکھی رام روڈ - لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شیو شنبھو کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیے

شیو شنبھو کا سالانہ چندہ عہ اور ششماہی عہ ہے۔ ان چندوں میں ماہانہ محصول ڈاک بھی شامل ہے۔ لیکن اگر آپ نے شیو شنبھو کو بذریعہ وی پی طلب فرمایا تو سالانہ اور ششماہی دونوں حالتوں میں ۲ر محصول رجسٹری وی پی اور ۲ر فیس منی آرڈر کے ادا کرنے پڑینگے۔ اور اس طرح شیو شنبھو سال بھر کے لئے عہ میں اور چھ ماہ کے لئے عہ میں پہنچے گا۔ ہاں عہ سال بھر کا چندہ یا عہ چھ ماہ کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجئے تو صرف ۲ر فیس منی آرڈر کے ادا کرنے پڑینگے۔ اور ۲ر محصول رجسٹری وی پی کے بالکل بچ جائیں گے۔ لہذا چندہ سالانہ ہو یا ششماہی بذریعہ منی آرڈر ہی بھیجئے اور ۲ر محصول رجسٹری وی پی کے خواہ مخواہ ڈاک کی بھینٹ نہ چڑھائیے۔ آگے آپ کو اختیار ہے ہمیں وی پی کے بھیجنے میں بھی عذر نہ ہوگا۔

منیجر۔ شیو شنبھو۔ لاہور۔

وہ جو بے روزگار ہیں

خوب غور سے پڑھیں۔ کئی سالوں کی تحقیق کے بعد ہم نے ایک ایسا حیرت انگیز نسخہ دریافت کیا ہے۔ جس کی مدد سے ہر ایک شخص گھنٹہ بھر میں دستی چھاپہ بہ حسن و خوبی تیار کر سکتا ہے۔ جس کی بدولت وہ انواع و اقسام کے فینسی کارڈ شادیوں کیلئے بیل بوٹے سجے ہوئے رقعہ جات۔ خوبصورت و شاندار قطعہ جات نقطہ لفافے۔ اشتہار۔ امتحانوں کے پرچے۔ عدالتوں کے حکمنامے میونسپل کمیٹی کے کاغذات۔ وید منتر اور قرآن شریف کی آئتیں ہر خط و ہر زبان میں چھاپ سکتا ہے۔ سچ مچ اس دستی چھاپہ کے سامنے ولائتی دستی چھاپے ہیچ۔ امریکن چھاپوں کا زہر کا آب اور جاپان کے چھاپے بے حقیقت ہیں۔ جو اصحاب تین روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ کرینگے انہیں دستی چھاپہ گھنٹہ بھر میں نہائت آسانی سے بنا ڈالنے کا نسخہ بصیغہ رجسٹری روانہ کیا جائیگا۔ یہ چھاپہ سالہا سال تک کام دیتا ہے اور دن بھر میں ہزاروں چٹھیاں چھاپ دیتا ہے۔ گویا کہ ہر ایک زبان کا ٹائپ رائٹر ہے۔ اس چھاپہ کی بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ چھاپنے کے لئے نہ مصالحہ دار کاغذ کی حاجت۔ نہ مخصوص سیاہی کی احتیاج۔ نہ کسی خاص موسم کا خیال۔ نہ خاص آلات کی ضرورت۔ عام بازاری رنگوں سے کام چلتا ہے۔ اس کی تیاری کے اجزا سہل الحصول بلکہ معمولی گاؤں سے بھی دستیاب ہو سکتے ہیں۔ چند پیسوں کی لاگت یہ نسخہ غلط ثابت کرنے والے کو یکصد روپیہ انعام۔ درخواست کے ساتھ رازداری کی حلفیہ تحریر بھی آنی چاہیئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ملنے کا پتہ [illegible]

شریمد بھگوت گیتا اُردو معہ شلوک سنسکرت

تمام دنیا میں کوئی بھی ذی بشر ایسا نہ ہوگا جو شری بھگوت گیتا کے نام سے واقف نہ ہو۔ تمام عالم میں اس کی اسقدر شہرت کی یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب شری کرشن بھگوان جی کے عالمانہ ۔ مدبرانہ ۔ فلسفانہ مضامین سے پُر ہے ۔ روحانیت اور وحدانیت کے مسئلے کو اس وضاحت سے ظاہر کیا ہوا ہے کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ گیتا ۔ گیان اور ویراگ کا لاثانی مخزن ہے ۔ تمام مذاہب کے لیڈر اس بات کے متفق ہیں کہ شری کرشن بھگوان جی نے اس راہِ راست کو جس کی راہ میں دنیا سرگرداں بھٹکتی نہایت عمدہ طریقہ سے ایک سیدھی سڑک کی صورت میں بنا دیا ہے ۔ کہ جس کے ارد گرد امرت روپی بچنوں کے شجر لگا دیئے ہیں ۔ اور راستہ میں آنے والے سٹیشنوں کو ظاہر کر دیا ہے ۔ تاکہ راہِ حق کے متلاشی اس سڑک کے راستے سٹیشنوں کو طے کرتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں ۔ علاوہ اسکے جیو برہم اور پرکرتی کے اوصاف پورے طور سے پرگٹ کیے ہیں ۔ یہ ایک ایسی سندر سکھدائیک پستک ہے جو ہر ایک سادھو سنت ۔ فقیر ۔ مہاتما اور ہر اہلِ فرقہ دنیا دار کے پڑھنے اور عمل کرنے کے لائق ہے ۔ پس لوک پرلوک میں سکھ چاہنے والوں اور دائمی نجات چاہنے والوں کیواسطے یہ کتاب اَمولک رتن ہے اس کی ایک ایک جلد ہر ایک گھر کے ہر ایک جیب میں رہنی چاہیے ۔ اس قابلِ قدر لاثانی کتاب کی قیمت صرف ۱۲ر "کارخانہ پیام یار بک ڈپو لاہور"

مکمل مہابھارت بطرز ناول

مہابھارت ایک ایسا پراچین اتہاس ہے کہ جسے تمام ہندو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں مگر بوجہ سنسکرت ہونیکے وہ لوگ جو سنسکرت سے بے بہرہ ہیں مستفید نہیں ہو سکتے ۔ گو اسکا ترجمہ بھاشا میں ہو چکا ہے ۔ مگر آجکل لوگوں کی طبعیتیں اُردو کی طرف زیادہ راغب ہیں دیگر بھاشا مہابھارت اصل کی قیمت اسقدر گراں اور مہنگی ہے کہ ہر ایک انسان خرید کر پڑھنے کا فخر حاصل نہیں کر سکتا سو ہم نے اُردو خواندہ اصحاب کی تکلیف مداوی کرنیکے لئے تواریخی سبق آموز راج نیتک پنجم وید مہابھارت پر مصارف زر کا کچھ بھی خیال نہ کر کے مصنف بے بدل سے اُردو ترجمہ کرا کے مہابھارت کے ۱۸ پرانوں کے ایک لاکھ شلوکوں کا عطر کھینچ کر بطرز ناول طبع کرایا ہے ۔ جسے ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے ۔ اور پڑھنے والیکو اتہاسک دھرم شاستر کے علاوہ لطف ناول بلحاظ طبع بھی ساتھ ساتھ حاصل ہوتا ہے ۔ واقعی مہابھارت کی مہما اپار ہے ۔ مہابھارت برگزیدہ گرنتھ ہے اور اہلِ ہنود کیلئے کیسا پیارا و دلفریب ہے یہ کسی کو بھی بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ مہابھارت میں کیا نہیں ہے ۔ دھرم ارتھ کام موکھ جو کچھ سنیاسیوں کو چاہیے سبھی کچھ اس میں موتیوں کی مانند بکھرا پڑا ہے ۔ اس میں راج نیتک باتیں دروپدی کا پتی برت دھرم پانڈوؤں کی شہ زوری شجاعت جنگی کارنامے اور دھرم پتر یدھشٹر کے دھرم واکیہ اور جن کے فلسفیانہ مدبرانہ ... شری کرشن بھگوان جی کے ... اپدیش درج ہیں۔ اس نادر و لاثانی کتاب کی قیمت صرف عنعہ ایک روپیہ ۔ "کارخانہ پیام یار بک ڈپو لاہور"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ایک نیا شاندار سلسلہ

طویل ناولوں سے طبیعت بھاگتی ہے۔ زمانہ اختصار نویسی کو پسند کرتا ہے مختصر تحریریں دلکش ہونیکے علاوہ زور دار اور موثر ہوتی ہیں۔ ان باتوں کو مدنظر رکھ کر میں نے محض علم ادب کی ترقی کے لئے نہایت ہی رقت انگیز اور دلچسپ قصوں کا مجموعہ شایع کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ زبان کی برگزیدہ تصانیف پر توجہ دیجائیگی۔ اور اُسکے صفحات میں وہ مصالح پیش کیا جائیگا جو اُردو زبان میں نایاب ہوگا۔ سال بھر میں اس سلسلہ کی چھ کتابیں شایع ہونگی اور مستقل خریداروں کو نصف پر علاوہ محصولڈاک ملینگی۔ بلحاظ لکھائی چھپائی کتابیں نہایت دلفریب ہونگی۔ تصاویر کا بھی اہتمام ہوگا۔ ناظرین اپنا نام نامی فوراً درج رجسٹر کرالیں۔ انہیں سال بھر میں زیادہ سے زیادہ پیسے دینے پڑینگے۔ اور اس معمولی سی قیمت میں علم اُردو ادب کا ایک لاجواب ذخیرہ اُن کے ہاتھ آجائیگا۔

فی الحال بنگالی زبان کے مشہور و معروف فسانہ نگار ڈاکٹر رابیندرناتھ ٹیگور۔ شری ہیمبندر کمار بابو پارو چندر رائے ایم اے پربھارت کمار مکرجی ایم اے بیرسٹر کیشو چندر سین۔ شریمتی نروپما دیوی جی کے عمدہ ترین قصوں کا چربہ اُتارا جائیگا۔ اور سب سے پہلے اُردو زبان کے مشہور فسانہ نگار منشی گوری شنکر لال صاحب اختر کے قصوں کا مجموعہ شایع ہوگا۔ تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں:-

شریمتی دروپدی مالا دروپدی پبلشنگ بھون لکھنؤ۔

انگریزی سیکھو

صرف چھ ہفتہ میں گھر بیٹھے انگریزی میں بات چیت کرنا سیکھلو اور کسی انگریز سے بے دھڑک ہو کر بات چیت کرنے لگو۔ کچھ نہیں کرنا پڑیگا۔ صرف ۱ کا ٹکٹ بھیجکر یا بصیغہ بیرنگ ہمارے قواعد طلب کرو۔

(نوٹ)۔ جو لوگ انگریزی زبان کا ایک حرف بھی نہیں جانتے صرف اُردو لکھ پڑھ سکتے ہیں یہ انتہا اُنہی کیلئے ہے۔

المشتہر: پرنسپل دی پنجاب کارسپانڈنس کالج آف انگلش
انارکلی اسٹریٹ۔ لاہور۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri